

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ مِثْلَ عِيسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمِثْلِ اٰدَمَ (الْقُرْآن)
بلارشہ اللہ کے ہاں عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے

قائدیانی اور پرویز یوں کے باطل عقیدے کے زد میں

کیا عیسیٰ کے والد تھے؟

مصنف

شیخ الحدیث
پروفیسر ابو القاسم محمد بن اللہ شاہ الرشدی

مترجم

شیخ الحدیث
امام العارف ابو الوفاء شمس اللہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

*** توجہ فرمائیں ***

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب۔۔۔

* عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

* مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ [UPLOAD] کی جاتی ہیں۔

* متعلقہ ناشرین کی تحریری اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

* دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

**** تنبیہ ****

**** کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب کسی بھی الیکٹرانک کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔**

**** ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔**

نشر و اشاعت اور کتب کے استعمال سے متعلق کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں :

ٹیم کتاب و سنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.kitabosunnat.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کیا حضرت عیسیٰ والیہ السلام کے والد تھے



کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟	نام کتاب
فضیلہ الشیخ محبت اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ	مصنف
فضیلہ الشیخ حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ	افادات
پٹنی محمد یوسف شیخ	ترتیب و تزئین
(حسن کتابت اینڈ گرافکس) محمد انش علم (علی)	کمپوزنگ
مئی 2003ء	سن اشاعت
1100	تعداد
34/=	قیمت

ہماری مطبوعات مندرجہ ذیل جگہوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں

مکتبہ احمدیٹ فرسٹ، کورٹ روڈ، کراچی۔ فون نمبر 2635935

مکتبہ نورحرم ۶۰ نعمان سینٹر بلاک ۵ گلشن اقبال، کراچی۔ فون نمبر 4965124

مکتبہ امام بخاری گجر چوک منظور کالونی، کراچی

مکتبہ دارالاشیاء، موسیٰ لین کراچی۔ فون نمبر 7542251

مکتبہ ایوبیہ، متصل محمدی سبھ برنس روڈ، کراچی۔ فون نمبر 2632692

الفراز پبلیکیشن، گوالی لین نمبر ۳۳، مقدس سبھ، اردو بازار، کراچی۔ فون نمبر 7732986

طی کتاب گھر، مین اردو بازار کراچی۔ فون نمبر 2628939

مکتبہ الدعوة السلفیہ، نزد محمدی سبھ احمدیٹ، پکا قلعہ دروازہ، حیدرآباد۔

سید محمد قاسم شاہ راشدی، پوسٹ درگاہ شریف، پیر جھنڈ و نزد دینو سعید آباد، سندھ

ادارہ تحقیقات سلفیہ

پی، او، بکس نمبر 6524 پوسٹ کوڈ 74000 کراچی۔ فون نمبر (021)7510419
نزد بس اللہ ٹیمپل اسٹور حسن علی مارکیٹ، دوکان نمبر 1، نارتھ نیپیئر روڈ، جوڑیا بازار کراچی۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

پہلے مجھے پڑھیے

ادارہ تحقیقات سلفیہ

کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ علماء و قارئین کو بہتر سے بہتر کتب فراہم کی جائیں، اسی سلسلے کی یہ کتاب کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟ آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے اس کتاب کی بارہا پروف ریڈنگ کی گئی ہے، اس کے باوجود بھی اگر کوئی غلطی یا کمی علماء و قارئین محسوس کریں تو اسے ادارہ تحقیقات سلفیہ کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان غلطیوں کی اصلاح کی جاسکے۔

شکریہ

والسلام
ادارہ تحقیقات سلفیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
1	عرض ناشر	1
5	مقدمہ فضیلۃ الشیخ محمد افضل اڑھی حفظہ اللہ تعالیٰ	2
7	تقریظ فضیلۃ الشیخ پروید مرولا بخش محمدی حفظہ اللہ تعالیٰ	3
14	وجہ تالیف	4
15	عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بغیر باپ کے پیدائش پر یہی دلیل	5
17	حکم ربی سے انکار کیوں؟	6
17	حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیباکتی	7
19	حضرت ابراہیمؑ حضرت زکریاؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ	8
20	حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کا سوال؟	9
24	حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال	10
27	الرفح لایمن علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھونک مارنا	11
31	حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کی پریشانی	12
32	یہودیوں کا بہتان	13
33	حضرت مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کا جواب	14
34	حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ تیس کرنا	15
35	اللہ سبحانہ تعالیٰ کا امر (کن فیکون)	16
38	حضرت عیسیٰؑ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کی معجزہ دیت کا رد	17
39	اجمل عملت	18
40	ولادت سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام از: مولانا شمس الدین امترسی رحمتہ اللہ علیہ	19

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عرض ناشر

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم
 اما بعد! تمام قسم کی تعریفات و تسبیحات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بابرکت ذات عالی
 کے لیے ہیں جو لفظ ”کن“ سے امر فرماتا ہے، اور ”فیکون“ کا صیغہ استعمال ہوتے ہی
 وہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے۔
 ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذْ أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾

اس کا کام تو صرف اتنا ہے کہ جب کوئی (کام کرنے کا) ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا
 ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔ (سورۃ یاسین، پ 23، آیت 82)

مگر بد قسمتی حضرت انسان کی کہ وہ خالق کائنات مالک ارض و سماوات کی
 قدرت کاملہ پر امانا و صدقاً کہہ کر ایمان لانے اور قلب سے تصدیق کرنے کے بجائے
 شیطان کے مکر و فریب میں مبتلا ہو کر اس کی چال باز اداؤں کی اسیروں کا دیوانہ بن کر
 اس کے شکنجہ میں آ کر جال میں پھنس جاتے ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے معجزات کو
 (جن کا کوئی ثانی نہیں) اپنی عقل و فہم کی بنیاد پر دنیاوی اسباب و علل پر پیش کرتے اور
 ان کی من مانی تاویل کرنا شروع کر دیتے ہیں، اور بالآخر راہ ہدایت کو چھوڑ کر راہ
 ضلالت پر گامزن ہو جاتے ہیں جس کا ٹھکانہ جہنم کے سوا کچھ بھی نہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ

کے بے شمار معجزات میں سے ایک معجزہ سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بن باپ کے پیدا ہونا بھی ہے، اس عظیم الشان معجزہ پر شروع ابتداء اسلام سے لے کر کم و بیش ڈیڑھ صدی پہلے تک مسلم و غیر مسلم متفق و متحد رہے لیکن ڈیڑھ صدی پہلے برصغیر پاک و ہند میں یہ بازگشت سنائی دی گئی کہ ”سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی دیگر بچوں کی طرح پیدا ہوئے تھے“ (یعنی ماں اور باپ کے ازواجی تعلقات کی بنیاد پر) یہ آواز علی گڑھ سے اٹھی اور آہستہ آہستہ پورے برصغیر میں پھیل گئی، اس کے موجد مسلمانان اسلام میں جدید تعلیم کے علمبردار جناب سر سید احمد خاں صاحب اور بعض اہل علم کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی دجال تھا، عصر حاضر میں اس فکر کو غلام احمد پرویز اور ان کے ساتھیوں نے پروان چڑھایا، اسی مسئلہ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا) کی بابت ایک شخص نے دور حاضر کے نامور محدث، محقق، فقیہ اور فن اسماء الرجال کے امام حضرت پیر سید ابوالقاسم محبت اللہ شاہ الراشدی الحسینی السندی صاحب العلم السادس (پیر آف جنڈا) رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ ”کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے یا نہیں؟ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے اس کی اقتداء میں نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟ حضرت پیر صاحب نے طالب حق کی رہنمائی کے لیے اس مسئلہ سے متعلقہ تمام امور پر قرآنی آیت سے مخالفین کو سمجھانے کے نقطہ نظر کے تحت سیر حاصل بحث کی جو اپنے مدعا پر اتمام حجت ہے۔

حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کے علم و فضل اور تحقیقی اسلوب و تحریری نگارشات سے متعلق کچھ بیان کرنا گویا سورج کو روشنی دکھانے کے

مترادف ہوگا، اور اس مقالہ کی بابت تو صرف اتنا کہا جا سکتا ہے کہ ”دریا کو کوزے میں بند کر دیا“ آخر میں افادات کے طور پر شیخ الاسلام امام المناظرین حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر و لاجواب تفسیر ”ثنائی“ سے ”ولادت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کچھ علمی بحث و مباحثے کو بھی شامل حال کیا گیا ہے۔ جس سے کتاب کی اہمیت و افادیت اور بڑھ گئی ہے اور یوں یہ کتاب دو نسبتوں کا مجموعہ گلدستہ بن گئی ایک نسبت تو موضوع کے لحاظ سے اور دوسری یہ ہے کہ حضرت پیر سید محبت اللہ شاہ راشدی رحمۃ اللہ کو شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری سے شرف تلمذ حاصل ہے گویا یہ کتاب استاذ و شاگرد کے علم کا بہتا ہوا دریا، یک جان دو قالب کے مانند اور سونے پر سہاگہ کے مصداق ہے، بعض جگہ ہم نے تو سین میں اس طرح سے [توسین] کچھ الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے نیز عنوانات بھی ہمارے ہی اختیار کردہ ہیں، ناشکری ہوگی اگر میں اپنے معاونین، محبین و محسنوں کا شکریہ ادا نہ کروں بالخصوص فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد افضل اثری حفظہ اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود کتاب پر نظر ثانی فرمائی اور ساتھ میں ایک علمی مقدمہ بھی رقم فرمایا علاوہ ازیں اپنے مہربان مرئی فضیلۃ الشیخ پروفیسر مولانا بخش محمدی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کا بھی بے حد مشکور ہوں، جنہوں نے ہماری آواز پر لبیک کہتے ہوئے انتہائی مختصر سے وقت میں کثیر مشاغل میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود ایک خوبصورت تقریظ عنایت فرمائی جزاکم اللہ خیرا۔

آخر میں اپنے قارئین سے خصوصی استدعا ہے کہ اپنی دعاؤں میں مصنفین اور مجھ ناچیز میرے والدین اور چٹنی محمد یوسف شیخ کو یاد رکھے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ

ہم سب کو راہ حق نصیب فرمائے اور باطل کا قلع قمع فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہماری
نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

والسلام

حافظ محمد نعیم
(کراچی)

4 صفر المظفر بروز سوموار 1424ھ

بمطابق 17 اپریل 2003ء

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على خاتم الانبياء
والمرسلين وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان ال يوم
الدين- و بعد !

اللہ رب العالمین کی قدرت کی نشانیاں انفس و آفاق سے ہویدا ہیں، آسمان وزمین
کے درمیان تیرتے ہوئے اجرام فلکی ہوں یا سمندر کی اٹھار گہرائی میں بہنے والی مخلوق،
ہر شے پر اسی کا اختیار چلتا ہے اسی کا حکم جاری ہوتا ہے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں۔

﴿لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَاللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ﴾

(سورۃ یسین پ ۲۳، آیت ۴۰)

نہ تو سورج یہ کر سکتا ہے کہ چاند کو پالے اور نہ ہی رات دن سے سبقت لے جا سکتی ہے
اللہ تعالیٰ عقل والوں کو رات دن اپنی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟

کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے صحاب؟

کس نے بھردی موتیوں سے خوشہ گندم کی جیب؟

موسموں کو کس نے سکھلای ہے خوئے انقلاب؟

اللہ کے دائرہ اختیار سے کوئی شے خارج نہیں اسکی قدرت سے کوئی امر محال نہیں اس

قادر مطلق کے معجزات عقل کو دوگ کرنے والے ہیں۔ ہر خاص و عام کے لیے دعوت فکر

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

ہیں، سامان بصیرت ہیں۔

﴿ أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا أَنَا مِنْ مُرْسِلٍ
وَالْأَرْضِ مَدَدُ نَهَا وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَانْبَغْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
بِهَيْبٍ تَبَصَّرَةٌ وَ يَنْكُرِي لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبْرً
كَافًا نُبْتِنَا بِهِ جَنَّتٍ وَ حَبَّ الْحَصِيدِ - وَالنَّخْلَ بَسَقَتْ لَهَا طَلْعٌ نُضِيدٌ
- رِزْقًا لِلْعِبَادِ وَ أَحْيَيْنَا بِهِ بَلَدَةً مَيْتًا كَذَلِكَ الْخُرُوجُ ﴾

(سورۃ ق پ ۲۶ آیت ۱۱۶)

”کیا انہوں نے آسمان کو اپنے اوپر نہیں دیکھا؟ کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے، اور
زینت دی ہے۔ اس میں کوئی شکاف نہیں۔ اور زمین کو ہم نے بچھا دیا ہے۔ اور اس
میں ہم نے پہاڑ ڈال دیئے ہیں اور اس میں ہم نے قسم قسم کی خوشنما چیزیں اگادیں ہیں۔
تاکہ ہر رجوع کرنے والے بندے کے لیے پینائی اور دانائی کا ذریعہ ہو اور ہم نے
آسمان سے بابرکت پانی برسایا اور اس سے باغات اور کھٹنے والے کھیت کے غلے پیدا
کیئے اور کھجوروں کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ ہیں۔ بندوں کی روزی
کے لیے اور ہم نے پانی سے مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قبروں سے نکلتا ہے۔
زمین و آسمان کی تخلیق، انکا نظام چلانا ان کے مابین معلق سورج، چاند تاروں کو تھامے
رکھنا یہ سب ایسے کام ہیں جو صرف اللہ رب العالمین کے ہیں۔ انکا دعویٰ نہ کبھی کسی نے
کیا اور نہ ہی کسی کی جرات کہہ کر سکے۔

ہم اس مختصر تمہید کے بعد اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ وہ ہے عیسیٰ علیہ السلام

کا بغیر باپ کے پیدا ہونا۔۔۔ رب العالمین کے ان گنت معجزات میں سے یہ بھی ایک معجزہ ہی ہے۔ یہ اس کی قدرت سے کوئی انہونی بات نہیں۔

﴿ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾

(سورۃ یسین پ 23، آیت 82)

اس کا کام تو صرف اتنا ہے کہ جب کوئی [کام کرنے کا] ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ”ہو جا“ پس وہ ہو جاتا ہے۔

تعب تو اس شخص پر ہے جو اس معجزے کو تسلیم نہ کرتا ہو جبکہ دیگر تمام معجزات [جن میں سے چند کا ذکر ابتدائی سطور پر میں ہوا] رات دن وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ یہ ایسے معجزات ہیں جو انسان کی اپنی تخلیق سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔

﴿ لَخَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

يَعْلَمُونَ ﴾ (سورۃ مؤمن پ 24، آیت نمبر 57)

البتہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق انسانوں کی اپنی تخلیق سے زیادہ بڑی ہے اور لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔

مزید برآں رب العالمین کا یہ فرمان ہے۔

﴿ إِنَّ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴾

(سورہ فاطر پ 22، آیت 16-17)

”اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے اور نئے سرے سے ایک مخلوق پیدا کر ڈالے۔“

اور ایسا کرنا اس کے لیے کچھ دشوار نہیں ہے“

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

جو ذات تمام انسانوں کو ہلاک کر کے پھر بالکل نئے سرے سے ایک مخلوق پیدا کر سکتی ہو کیا اس کی قدرت سے یہ بعید ہے کہ ایک بندے کو بغیر باپ کے پیدا کر دکھائے؟ نہیں۔۔۔ ہرگز ہیں

﴿إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نمونے دکھاتا ہے عقل دالوں کے لیے کھول کھول کر اپنی نشانیاں بیان فرماتا ہے۔

﴿خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾

”تم کو ایک نفس سے پیدا کیا اور اسی [ایک نفس سے] اس کی بیوی کو تخلیق کیا پھر ان

دونوں سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں نکھیر دیں۔ (سورۃ نساء پ 4، آیت 1)

وہ فرد واحد جس سے لاتعداد انسانوں کی تخلیق ہوئی خود اس کی تخلیق کیسے ہوئی۔۔۔؟

نہ ماں نہ باپ۔۔۔۔۔ صرف اللہ تعالیٰ کے لفظ ”کن“ سے آدم علیہ السلام وجود میں

آئے اسی طرح سے عیسیٰ علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے لفظ ”کن“ کا ثمرہ ہیں۔

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ

فَيَكُونُ﴾ (آل عمران پ 3، آیت 59)

”بیشک عیسیٰ [علیہ السلام] کی مثال اللہ کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے کہ آدم [علیہ السلام] کی

مثال کہ ان کو مٹی سے تخلیق کر کے فرمایا کہ ”ہوجا“ پس وہ ہو گئے۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

پس رب العالمین کے کاموں میں، اس کے معجزات میں انسانی عقل کا کوئی دخل نہیں۔ انسانوں کا کام تو صرف اتنا ہونا چاہیے کہ رب العالمین کی کوئی نشانی اپنے تک پہنچتے ہی پکار اٹھیں۔

﴿ اٰمَنَّا بِهٖ كُلِّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ﴾

(آل عمران پ 3، آیت 7)

ہم اس پر ایمان لائے۔ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے۔

ہمارے شیخ و استاذ محدث سندھ و ہند علامہ سید ابوالقاسم محبت اللہ شاہ راشدی صاحب العلم الساس رحمتہ اللہ تعالیٰ کا اس موضوع [عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے پیدا ہونا] ہر عقلی و نقلی دلائل سے پر انتہائی بابرکت مقالہ ہے، جسے پڑھ کر قاری دادِ تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

موصوف نے جس موضوع پر قلم اٹھایا اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے اسکا حق ادا کر دیا جس میں ایک محدث اور فقیہ کی بصیرت روز روشن کی طرح نظر آتی ہے اللہ عزوجل ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے علمی میراث کو منظر عام پر لانے کی توفیق بخشے کہ عوام و خواص اس سے مستفید ہوں اور اپنی علمی پیاس بجھائیں۔

(آمین)

میرے دینی بھائی حافظ محمد نعیم سلمہ اللہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اس علمی و تحقیقی مقالہ کو زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ کر کے ہمارے لیے استفادہ کی راہ استوار کرنے کا سبب بنے ہیں۔

جزاہ اللہ خیرا فی الدارین

(آمین)

کیا میسلی علیہ السلام کے والد تھے؟

یہ چند سطور اس صفحہ میں شامل ہونے کے لیے حوالہ قلم و قرطاس کر دی ہیں وگرنہ یہ علمی و تحقیقی مقالہ اپنے اندر اس قدر جان اور وزن اور جاذبیت رکھتا ہے کہ کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔

و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر

خلقه محمد و علیٰ الہ و صحبہ اجمعین

(آمین)

والسلام

خادم القرآن و خادم السنة النبویة المطهرة

علیہ الف الف تحیة و سلام

محمد افضل الاثری ۱۶ مارچ ۲۰۰۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ

حضرت علامہ سید محبت اللہ شاہ راشدی کی ذات عرب و عجم میں کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ ان مصلحین امت میں سے ہیں جن کا علمی عملی اور فکری فیض امت کے ایک بڑے حصہ کو نصیب ہوا۔

سید صاحب کو میں نے بہت ہی قریب سے مدت مدید تک دیکھا، اور علمی تلمیذ بھی حاصل ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ وہ جہاں سنجیدہ، مثبت تعمیری اور دعوتی موضوعات پر لکھتے تھے، اس کے ساتھ تحقیق و تدقیق کے بھی ماہر مانے جاتے تھے۔ حدیث، تفسیر، فن رجال، اصول و مبادی کے علاوہ مذاہب باطلہ کے رد میں بھی ایسی مثالی دندان شکن علمی کتب تصنیف کیں جو علوم آئیہ کے ماہرین علماء و فضلاء کے لئے بھی چشم کشا ثابت ہوئیں۔ مزید عوام الناس کے عقائد کی اصلاح، پختگی، اور حقیقت شناسی کا موجب بنیں بلاشبہ شاہ صاحب کے مخاطب، اہل علم، صاحب دانش، مفکرین، دانشور اور فلاسفر طبقہ کے ساتھ فن حدیث و تفسیر اور فن رجال کے ماہرین بھی تھے، ان کا طرز کلام، اسلوب بیان، درد دل اور اخلاص میں ڈوبا ہوا کرتا تھا، انکی تحریر انتہائی سادہ شستہ اور دلکش ہونے کے ساتھ جا بجا قیمتی نکات اور نادر حوالات سے مزین اچھوتے اور انفرادی انداز میں ہوا کرتی تھی۔

سید صاحب ایک بڑے ماہر نفس شناس تھے۔ آپ نے جہاں تڑپتی، سستی اور بلکتی ہوئی بلکہ دم توڑتی ”انسانیت“ کو آب حیات پلا کر احیاء کی کوشش جاری رکھی، وہیں اصلاح امت، تعلیم و تربیت، دعوت فکر، میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن سے ہمارے اکابر اسلاف اور حقدین کی یادیں تازہ ہو جایا کرتیں تھیں۔

پیش نظر کتاب ”البرهان القاطع من اللہ الوہاب الواحد علی ان سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام ولد بلا والد المعروف“ کیا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر والد کے پیدا ہونے جیسے انتہائی علمی اور حساس اہم موضوع پر شاہ صاحب نے تحقیق و تدقیق کا نہ صرف حق ادا کیا بلکہ فی انداز میں متعدد علمی مباحث بھی اہل علم کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہو گئے۔ ایسے نازک ترین مسئلہ میں بھی آپ نے کسی جگہ احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ بلکہ مسئلہ کی نزاکت اور مقام و مرتبہ کو ہر لحظہ ملحوظ خاطر رکھا، اس مضمون کو بخوبی سمجھانے کی غرض سے آپ نے دس حصص یا ابواب میں تقسیم کر کے عقلی و نقلی دلائل سے مفصل انداز میں نفس مسئلہ کو حل کر کے علمی جولانگہ میں ایک قابل قدر اضافہ فرمایا۔ ہمارے عزیز القدر بھائی محترم حافظ محمد نعیم صاحب، اور محمد یوسف شیخ صاحب خصوصی شکر یہ کہ مستحق ہیں جنہوں نے نہ صرف زیر نظر کتاب بلکہ شاہ صاحب کی دیگر علمی اور نایاب کتب کو بھی ”انشاء اللہ“ شایان شان طباعت کا بارگرا لیا اپنے ذمہ لینے کی عنایت کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا و عقبی میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ امید ہے کہ ہمارے علماء کرام اور اہل ذوق حضرات اس کتاب کو دلچسپی و ذوق و شوق سے مطالعہ فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مصنف مرحوم اور ناشر کی محنت کو شرف قبولیت بخشے اور ان کے درجات دنیا و آخرت میں بلند ہوں، آمین۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

والسلام

(پروفیسر) مولانا بخش محمدی

(شعبہ اسلامیات) ڈگری کالج لمٹھی ضلع تھرپارکر سندھ

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الواحد القهار: الذي يخلق ما يشاء ويختار ، فخلق آدم بغير أب و أم و خلق عيسى من أم بغير أب و كل شيئي عنده بمقدار ، ثم خلق سائر بنى آدم من أبوين فجعلهم ذوى النسب والأصهار، إن فى ذلك لعبرة لأولى الأبصار، فمن آمن بعلم الله المحيط بكل شيئي و قدرته الكاملة فهو المؤمن حقاً من أنكر قوته الشاملة و قدرته الكاملة فهو الكاذب الكفار ، و الصلوة والسلام على سيدنا محمد ن الذى جعله الله إماماً للناس كافة إلى يوم القيامة فالذين آمنوا به و عزروه و نصروه و اتبعوا النور الذى أنزل معه أولئك هم المفلحون الأبرار ، والذين عاندوه و خالفوا صحبة اللاحبة و اتبعوا غير سبيل المؤمنين أولئك هم الأشقياء والهالكون الفجار ، و على آله و أصحابه الذين سلكوا طريق المصطفى على الصفا و اهدتوا بهديه و اتتسوا بأ سوته فى كل قول و فعل و أمر و كل شأن من شئون الحياة دأباً بالليل و النهار ، نسأل الله أن يوفقنا للمسلوك على طريقتهم و الا هتداء بهديهم و يحشرنا فى زمرة هؤلاء الصالحاء و الا خيار يوم يحصل مافى الصدور و تبلى خفايا الضمائر و الاسرار.

وجہ تالیف

اما بعد! راقم الحروف کے پاس ایک سوال آیا ہے کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ کتاب و سنت میں کہیں بھی نہیں آیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ نہیں تھا [یعنی اس شخص کا نظریہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ تھا] کیا یہ صحیح ہے؟۔ اور کیا ایسے عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟۔

الجواب بعون الکریم الوہاب۔ جہاں تک میرا مبلغ علم ہے تو اہل اسلام کے کسی مکتب فکر والوں میں سے کسی کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد تھے، بلکہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے صرف اپنی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کے بطن مبارک سے پیدا کیا تھا، البتہ ہمارے ملک میں پہلے پہلے اس خیال کا اظہار قادیانیوں کے پیشوا آنجمنی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے، یا پھر حضرت مریم علیہا السلام پر معاذ اللہ فاحشہ کا الزام لگایا، اور قادیانی قطعی کافر ہیں، اسی طرح پرویزی خیالات کے حامل [اور سرسید احمد خاں کی فکر کے علمبردار] لوگوں میں بھی یہی خیال مردج ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے اور ان لوگوں کا بھی اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔

اب ذیل میں اہل اسلام کے صحیح عقیدہ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بغیر باپ کے پیدائش پر پہلی دلیل

1- قرآن کریم کے نزول کے وقت عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں الوہیت، ابہیت، تثلیث کا عقیدہ رائج تھا۔ وہ (عیسائی) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بغیر والد کے پیدا ہونے کے قائل تھے، اور اسی سے وہ ان کی الوہیت اور ابہیت کے قائل تھے۔ قرآن کریم نے ان کے اس عقیدہ کی توجہاً تردید فرمائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اللہ تھے یا اللہ کے بیٹے تھے، اسی طرح تثلیث کا بھی متعدد مواضع میں ابطال فرمایا لیکن کسی ایک جگہ پر بھی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بن والد پیدا ہونے کی تردید نہیں کی حالانکہ عیسائیوں میں ابہیت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کے عقیدہ کی بنیاد ہی ان کے بن والد پیدا ہونے والی بات تھی، جیسا کہ عیسائی مذہب سے واقف حضرات بخوبی جانتے ہیں، لہذا اگر فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے اس غلط عقیدہ کو صرف یہ چند الفاظ بیان فرما کر کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تو فلاں والد تھا، جڑے سے اکھاڑ دیتا۔ ان کی الوہیت کے ابطال کے لیے دوسرے دلائل جو قرآن کریم میں جا بجا بکھرے ہوئے ہیں کے بیان کی چنداں ضرورت نہ پڑتی۔ کہیں بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کی والدہ کھانا کھاتے تھے۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

﴿ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ ﴾

ترجمہ: وہ دونوں کھانا کھاتے تھے

(سورۃ المائدہ پ 6، آیت نمبر 75)

کہیں خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانی اپنے بندہ ہونے کا اقرار مذکور ہے،

﴿ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ ﴾

ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں

(سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 30)

کہیں ان کا اپنی والدہ کے بطن سے پیدائش کا ذکر ہے۔

﴿ قَالَتْ رَبِّ انسى يَكُونُ لِي وَلَدًا وَلَمْ يَمَسِّنِي بَشَرًا ﴾

قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

ترجمہ: مریم کہنے لگی! میرے رب! میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا جبکہ مجھے کسی آدمی نے چھوا

تک نہیں؟ اللہ نے جواب دیا! ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

(سورۃ آل عمران پ 3، آیت نمبر 47)

وغیرہ وغیرہ، لیکن یہ کتنی عجیب بات ہے کہ اس نے ایک جگہ بھی ان کے والد کا ذکر نہ

فرمایا حالانکہ ان کے والد کا ذکر ان سب سے زیادہ ان کی الوہیت کے ابطال کے لئے

مؤثر اور زنی دلیل ہوتا، کیا اس سے صاف طور پر واضح نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ

الصلوٰۃ والسلام کے بن والد پیدا ہونے سے قرآن کریم کو انکار نہیں؟

حکم نبی سے انکار کیوں؟

2- قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت سی جگہوں پر ذکر وارد ہے اور ہر جگہ ”حضرت مسیح ابن مریم“ ”عیسیٰ ابن مریم“ کہا گیا ہے۔ کہیں بھی ”المسیح“ بن فلاں یا عیسیٰ بن فلاں نہیں کہا گیا کیوں؟

حالانکہ قرآن کریم میں حکم ہے کہ

﴿ اَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ، الْآيَةُ ﴾

(سورۃ احزاب پ 21 آیت نمبر 5)

ترجمہ: یہی بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک انصاف کی بات ہے۔ یعنی

لوگوں کو ان کے اپنے باپوں کی طرف منسوب کرو۔

ادھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے پھر وہ خود حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر جگہ ان کی والدہ محترمہ مریم علیہا السلام کی طرف ہی منسوب کرتا رہا ہے کیا والد کی طرف منسوب کرنے میں کوئی قباحت تھی۔؟

اس کا جواب کسی عقلمند اہل علم کے پاس اس کے سوائے کچھ اور نہیں کہ چونکہ فی الواقع ان کا کوئی والد ہی نہ تھا اس لئے ان کو والدہ محترمہ کی طرف ہی منسوب کیا۔

حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت

3- حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے واقعہ پر ایک نظر ڈال لیجئے (سورۃ مریم پ 16) میں دیکھیے۔ حضرت جبریل، الروح الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام

مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک کامل نوجوان انسان کی صورت میں تشریف لاتے ہیں [ارشاد باری تعالیٰ ہے]

﴿ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا
فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴾

ترجمہ: اور پردہ ڈال کر ان سے چھپ گئیں تو ہم نے اس کی طرف اپنی روح [فرشتہ] کو بھیجا جو ایک انسان کی شکل میں مریم کے سامنے آ گیا۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 17)

اب حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام اپنی خلوت گاہ میں ایک نوجوان مرد کو اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئیں۔ اور بولیں

﴿ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴾

ترجمہ: وہ [مریم] بولی اگر تمہیں کچھ اللہ کا خوف ہے تو میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 18)

تو اس پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرستادہ الروح الامین نے فرمایا کہ

﴿ قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لِكَ غُلَامًا كَيْتًا ﴾

[ڈرو نہیں] میں تو تیرے رب کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے [اللہ کے حکم سے] ایک پاکیزہ صورت و سیرت فرزند عطاء کروں۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 19)

حضرت ابراہیم و حضرت زکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ

آگے بڑھنے سے قبل اس بات پر بھی غور کیجئے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت بھی عام انسانوں کی طرح ماں اور باپ سے ہوئی تھی تو اس کے لئے فرشتوں کا خاص طور پر اس خوشخبری کو لیکر ان کی والدہ محترمہ کے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس قسم کی خوشخبری کا فرشتوں کے واسطے سے آنا قرآن کریم میں مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ صرف حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدائش کی بشارت لیکر آئے تھے، اس وقت حضرت حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام شیخوخہ [بڑھاپے] کی حالت میں تھے اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ علیہا الصلوٰۃ والسلام بانجھ تھی۔ اسی طرح حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بھی فرشتے حضرت یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدائش کی بشارت لیکر آئے تھے۔ اور زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی پیرانہ سالی کی آخری حد پر تھے اور ان کی زوجہ محترمہ بھی بانجھ تھی، تو ان حالات میں فرشتوں کا ان کے ہاں فرزند کے پیدائش کی بشارت لیکر آنا قرین عقل و قیاس معلوم ہوتا ہے، کیونکہ عام حالات میں اس عمر میں اور بانجھ پن کی حالت میں اولاد نہیں ہوا کرتی۔ لہذا یہ واقعات چونکہ محض اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھے اس لئے اس

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

بشارت کو فرشتے لیکر آئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دونوں پیغمبروں نے اس بشارت پر تعجب کا اظہار کیا لیکن فرشتوں نے بتایا کہ یہ بشارت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس کی قدرت کاملہ سے یہ کچھ بعید نہیں۔ ورنہ اگر عام حالات میں کسی عالی مرتبت ہستی کے تولد کی بشارت لیکر فرشتے بھی آتے رہتے تو قرآن کریم میں حضرت اسمعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو ذبح اللہ بننے کا شرف حاصل ہونا تھا اور جن کی ذریت سے خاتم النبیین جیسی بابرکت ہستی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت مقدر تھی، یعنی ایسے برگزیدہ اور صابر پیغمبر کی ولادت کی بشارت کا فرشتوں کے واسطے سے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آنے کا ضرور ذکر ہوتا۔

حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کا سوال؟

خلاصہ کلام!۔ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاص طور پر مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی بشارت لیکر پہنچنا واضح طور پر اس حقیقت کی طرف نشان دہی کر رہا ہے، کہ اس بابرکت ہستی کا تولد عام انسانوں کی پیدائش اور اس سلسلہ میں جو اسباب و علل عام حالات میں ہوتے ہیں یا ہونے چاہیے اس سے بالکل مختلف ہوگا، اور وہ محض اللہ کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہوگا اس نمایاں حقیقت سے کوئی صاحب عقل سلیم انکار نہیں کر سکتا۔

پھر آگے بڑھیے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جواب پر پھر مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

﴿قَالَتْ أَنَّى يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ
لَّمْ أَكُ بِغَيْبًا﴾

”کہ مجھے فرزند کیسے ہوگا حالانکہ مجھے نہ کسی مرد نے چھوا ہے اور نہ ہی فاحشہ عورت ہوں۔“ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 20)

اب آپ دیکھیں کہ الروح الامین نے اس کا جواب کیا دیا؟
مذکورہ بالا صفحات میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس سے قطع نظر صرف اس سوال کے جواب میں جو کچھ کہا گیا ہے وہی ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے، اگر بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد ہوتے تو اللہ کا فرشتہ محترمہ بی بی صاحبہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو یہ جواب دیتا کہ بس اس طرح کہ تمہارا نکاح فلاں یا فلاں سے ہوگا پھر اس سے اس مبارک فرزند کی ولادت ہوگی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فرشتے نے اس قسم کا جواب تو درکنار اس کی طرف اشارہ بھی نہ کیا بلکہ فرمایا:-

﴿قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً
لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مُّقْضِيًّا﴾

ترجمہ: وہ بولے ہاں! ایسا ہی ہوگا، تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ میرے لئے یہ سہل ہے اور اس لئے بھی کہ ہم اسے لوگوں کے لئے ایک نشانی اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ کام ہو کے رہے گا۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 21)

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

”یعنی یہ بشارت میں اپنی طرف سے تھوڑی دے رہا ہوں، بلکہ میں تو فرستادہ دربار الٰہی ہوں اور ان ہی کا پیغام لے کر آیا ہوں، اور اسی رب نے ہی یہ فرمایا ہے کہ میرے لئے یہ بالکل آسان ہے اور یہ اس لئے بھی کہ اس نومولود بابرکت ہستی کو اپنی قدرت کا ایک نشان بناؤں جو میری طرف سے میرے بندوں پر رحمت بنے گا، اور یہ بات اللہ کے نزدیک طے شدہ ہے“ یعنی اس میں تحلف کا امکان بھی نہیں“ اب اس جواب پر انصاف سے غور فرمائیں۔

اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش والد سے ہونا تھی تو جبریل امین کے اس جواب کی کیا تک ہے؟

وہ تو فرمادیتے کہ بس! تمہارا نکاح ہوگا اور آپ کے ہاں یہ بابرکت بیٹا پیدا ہوگا۔ ان کا یہ فرمانا کہ یہ بشارت میں اللہ کی طرف سے لایا ہوں اور اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرے لیے آسان ہے وغیرہ کا یہاں کوئی مطلب نہیں بنتا۔

ماں اور باپ سے پیدا ہونا کوئی عجیب بات نہ تھی بے شمار ولا تعداد انسان اس طرح پیدا ہو چکے تھے، اور یہ نمونہ حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام بھی مشاہدہ کر چکی تھی۔ اس میں کونسا استبعاد تھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو یہ کہنا پڑے کہ یہ بات میرے لئے آسان ہے، ماں اور باپ سے سلسلہ تناسل تو ہزاروں سالوں سے چلا آ رہا تھا اس پر نہ تو خود حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو تعجب ہوتا اور نہ ہی الروح الامین کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس پیغام دینے کی ضرورت ہوتی، اسی سورت میں اس واقعہ سے قبل حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ مذکور ہے، ان کو بھی جب یہ خوشخبری ملی کہ ان کے

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

ہاں بھی بیٹا ہونے والا ہے، تو انہوں نے بھی تعجب کا اظہار فرمایا کیونکہ وہ خود تو پیرانہ سالی کی آحری سرحد پر پہنچ چکے تھے۔

﴿ وَقَدْ بَلَغَتْ مِنَ الْكِبَرِ عِتْيًا ﴾

ترجمہ: اور میں بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ چکا ہوں

(سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 8)

اور ان کی زوجہ محترمہ بانجھ تھیں لہذا ان کا تعجب کا اظہار بالکل بر محل ہے اور اس تعجب پر ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہی جواب دیا تھا کہ:

﴿ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ. الْآيَةُ ﴾

ترجمہ: اللہ نے فرمایا! ہاں ایسے ہی ہوگا، تیرا رب یہ کہہ رہا ہے کہ یہ میرے لئے سہل ہے، (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 9)

یعنی ”یہ بشارت ہم اپنی طرف سے نہیں دے رہے بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہی ایسا فرمایا ہے، کہ اس طرح ہوگا اور میرے لئے یہ آسان ہے“ یعنی بوڑھے اور بانجھ سے اولاد کی تخلیق اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل بات نہیں گو ہمارے لیے یہ بات واقعتاً تعجب انگیز ہے، عام حالات میں ایسے بوڑھے اور بانجھ ماں باپ سے اولاد پیدا نہیں ہوا کرتی لیکن سبحانہ و تعالیٰ جو خلاقِ عظیم ہے اس کے لیے اس میں کوئی مشکل نہیں۔ لہذا حضرت مریم علیہا السلام کو جبریل امین نے جو یہ بتایا کہ یہ بشارت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اس خالقِ بے مثل کے لئے یہ بالکل آسان ہے، یعنی وہ جس طرح ماں باپ سے اولاد پیدا کرتا ہے اسی طرح بغیر باپ کے پیدا کرنے پر بھی

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

قادر ہے پھر اس پر تعجب کیا اور حیرت کیسی؟

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال

اور یہی وجہ ہے کہ (سورۃ آل عمران پ 3، آیت نمبر 59) میں یہ آیت مذکور ہے

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

قَالَ لَهُ ، كُنْ فَيَكُونُ﴾

ترجمہ: بلاشبہ اللہ کے ہاں عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے۔ جیسے مٹی سے پیدا کیا، پھر اسے حکم دیا کہ ہو جا، تو وہ ہو گیا۔

یعنی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش (بن والد) اسی طرح ہے جس طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کو کہا کہ تو انسان بن جا وہ انسان بن گیا۔

اس آیت کریمہ کا پس منظر نگاہ میں رکھیں تو حقیقت حال نمایاں ہو جائے گی۔ اصل بات یہ تھی کہ نجران کے عیسائی آں حضرت صلی اللہ علیہ والسلام کے پاس مقابلہ و مناظرہ کے لیے آئے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتا دیا کہ تم جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ابہیت یا الوہیت کے قائل ہو، سو یہ بالکل غلط ہے اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس کا کوئی الوہیت میں شریک ہو یا مخلوق میں کوئی اس کا بیٹا ہو، ہاں تم جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بن والد پیدا ہونے کو اس کی ابہیت وغیرہ پر دلیل لاتے ہو تو یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ اگر اس طرح بن باپ پیدا ہونے والا الوہیت کے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے، تو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جو ماں اور باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے تھے وہ بطریق الاولی الوہیت کی سرحد میں داخل ہو جاتا حالانکہ آپ بھی انہیں.....

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

مخلوق اور اللہ کا بندہ ہی قرار دیتے ہیں، تو جب ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہونے والا اللہ نہیں بن سکتا تو جو صرف ماں سے پیدا ہوا وہ کیسے اللہ بن گیا؟ اب آپ سوچیں کہ اس موقع پر نجران کے عیسائیوں کی بالکل زبانی بندی کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا صرف یہ فرما دینا کافی ہوتا کہ تم تو ان کو ابن اللہ وغیرہ کہتے ہو لیکن وہ تو فلاں یا فلاں کا بیٹا تھا پھر وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بیٹا کیسے بنا۔

لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے گمراہی میں پڑے ہوئے ان عیسائیوں کو یہ قطعاً نہیں کہا بلکہ ان کی یہ بات تسلیم کی کہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) فی الحقیقت بغیر والد کے پیدا ہوئے تھے، لیکن یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ تھی جس نے ان کو صرف ماں سے جنم دیا، اور یہ بعینہ اس طرح کہ ان سے ہزاروں برس پہلے اپنی قدرت کاملہ سے ابوالبشر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بغیر ماں اور باپ کے پیدا کر چکا تھا، جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماں اور باپ کے بغیر پیدا ہونے پر تم کو کوئی تعجب لاحق نہیں ہوتا تو صرف ماں سے پیدا ہونے والے کے متعلق یہ تعجب و حیرانی کیوں؟

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں باپ دونوں سے پیدا ہوئے تھے، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ان کی پیدائش کو آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے تشبیہ کا کیا مطلب بنے گا؟ یہ تشبیہ تب ہی صحیح بن سکتی ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن اللہ محض اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے، جیسا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر ماں و باپ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوئے، ورنہ ماں اور باپ دونوں سے تو لد کی آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے کوئی نسبت نہیں۔ کیا یہ برہان

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

قاطع نہیں اپنے مدعا پر؟

انصاف شرط ہے۔ اور پھر اسی سورۃ آل عمران میں اسی آیت کریمہ کے بعد یہ فرمایا۔

﴿فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَذْعِ أَبْنَاءَنَا وَ أَبْنَاءَكُمْ وَ نِسَاءَنَا وَ نِسَاءَكُمْ
وَ أَنْفُسَنَا وَ أَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى
الْكَاذِبِينَ﴾

ترجمہ: پھر اگر کوئی علم (وحی) آجانے کے بعد اس بارے میں
آپ سے جھگڑا کرے تو آپ اسے کہیے، آؤ ہم اور تم اپنے اپنے
بچوں کو اور بیویوں کو بلا لیں اور خود بھی حاضر ہو کر اللہ سے گڑگڑا کر
دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

(سورۃ آل عمران پ 3، آیت نمبر 61)

یعنی اس قاطع برہان کے بعد بھی یہ سیدھی راہ سے بٹے ہوئے لوگ تم سے مباحثہ و
مناظرہ کریں اور حق کے سامنے اذعان کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو انہیں کہو آؤ اب ہم
دونوں فریق مبالغہ کریں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعا کریں کہ جھوٹے پر لعنت ہو۔ یہ
مبالغہ کی دعوت سن کر وہ نجران کے عیسائی جزیہ دینے پر راضی ہو گئے اور بغیر مبالغہ کئے
واپس ہو گئے۔

اگر درخانہ کس است یک حرف بس است

ضدی اور میں نہ مانوں کی رٹ لگانے والے کا کوئی علاج انسانوں کے پاس نہیں ہے

الروح الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پھونک مارنا

4۔ اگر عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ماں اور باپ دونوں سے پیدا ہونے والے تھے، تو جبریل امین یہ بشارت دیکر چلے جاتے اور بعد میں ان کے نکاح کا ذکر آتا، لیکن ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسی بشارت کے بعد متصل ہی مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کو حمل ہو گیا تھا اور اسی پر بشارت کے بعد متصل ہی یہ آیت کریمہ آتی ہے۔

﴿ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴾

ترجمہ: چنانچہ مریم کو اس بچے کا حمل ٹھہر گیا تو وہ اس حالت میں ایک دور مکان میں علیحدہ جا بیٹھیں۔

(سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 22)

یعنی ”پھر اسی وقت مریم علیہا السلام نے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بطن میں اٹھالیا یعنی ان کو حمل ہو گیا، اور وہ اس حمل کو لیکر کہیں دور دور مکان کی طرف لے گئی۔ یہ اسی وقت کا ترجمہ اس سے نکلتا ہے کہ آیت کریمہ پر ”فاء“ [فَحَمَلَتْهُ] داخل ہے اور علوم عربیہ کے قوانین کے بموجب [فاء] میں تراخی یا مہلت نہیں ہوا کرتی صرف ترتیب ہوتی ہے، یعنی یہ حمل ترتیب کے لحاظ سے تو اس بشارت و سوال و جواب کے بعد ہوا لیکن یہ متصل ہی ہوا، اس میں کوئی زیادہ دیر یا مہلت نہ تھی، اگر نکاح کے بعد یہ قصہ ہوتا تو اس میں کافی مدت درمیان میں حائل ہوتی۔ اس پر یہ حقیقت بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ حمل جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پھونک سے جو انہوں نے مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کی جیب [گریبان] میں دی تھی ہوا تھا۔ جیسا کہ تفاسیر کی روایات میں

آتا ہے اور قرآن کریم میں سورۃ انبیاء میں تو اس طرح آتا ہے۔

﴿وَالَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ
رُوحِنَا. الْآيَةَ﴾

ترجمہ: اور وہ پاک دامن عورت جس نے اپنی عصمت کی حفاظت
کی تھی پھر ہم نے اپنی روح سے ان کے اندر پھونکا۔

(سورۃ انبیاء پ 17 آیت نمبر 91)

یعنی اور جس نے پاک دامنی اختیار کی اس میں ہم نے اپنی روح پھونکی، اس آیت میں
فِيهَا میں جو ضمیر (ہا) ہے یہ مریم علیہا السلام کی طرف لوٹتا ہے لیکن اس طرح نفع
روح تو سب مولودوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس میں مریم علیہا السلام کی
کوئی خصوصیت نہیں لیکن سورۃ التحريم میں یہ آیت اس طرح ہے۔

﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتْ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا
فِيهِ مِنْ رُوحِنَا. الْآيَةَ﴾

ترجمہ: اور مریم بنت عمران کی بھی [مثال ہے] جس نے اپنی
عصمت کی حفاظت کی، پھر ہم نے اس کے اندر اپنی روح پھونک
دی۔ (سورۃ التحريم پ 28، آیت نمبر 12)

یہاں [فِيهِ] کا ضمیر جیب کی طرف لوٹتا ہے اور جیب سے مراد گریبان ہے۔ احسان
الجیب، کنایہ ہے پاک دامنی سے یعنی ایسی پاکباز عورت کہ اس نے اپنے گریبان
تک بھی کسی کو ہاتھ لگانے نہیں دیا تھا۔ بہر حال تو پھر ہم نے اس [مریم]

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

کے گریبان میں اپنی روح پھونگی یہ آیت کریمہ واضح کر دیتی ہے کہ یہ تصرف (روح پھونکنا) جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے تھا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا خود کسی میں پھونک مارنے کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات ایسی باتوں سے پاک ہے ہاں نفع کی نسبت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف اس لئے ہے کہ جبریل امین نے یہ پھونک اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے ہی ماری تھی، اور اس کے بہت سے امثلہ ہیں مثلاً ”سورۃ ذاریات پ 27، آیت نمبر 32 تا 33“ میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آئے ہوئے فرشتوں سے دریافت فرمایا کہ تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے تو انہوں نے جواب دیا!

﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ۝ لِنُنزِلَ عَلَيْهِمْ

حِجَارَةً مِّنْ طِينٍ ۙ

ہم قوم کے مجرمین کے طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر مٹی کے پتھر برسائیں لیکن دوسری جگہ اس فعل کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب فرمایا۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

﴿ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَاءَ فَلْهَا وَ آمْنَطَرْنَا عَلَيْهَا

حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ مُّنْضُودٍ ۙ

ترجمہ: پھر جب ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اس آبادی کے اوپر کے حصہ کو نچلا حصہ بنا دیا۔ پھر ان پر کھنگر کی قسم کے تہ بہ تہ پتھر برسائے (سورہ ہود پ 12، آیت نمبر 82)

اسی طرح سورۃ حجر میں بھی اس فعل کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

[ارشاد باری تعالیٰ ہے]

﴿وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن سِجِّيلٍ﴾

ترجمہ: اور ان پر کھنگر قسم کے پتھر برسائے۔ (سورہ حجر پ 14، آیت نمبر 74)

یہ اس لیے کہ فرشتوں نے جو پتھران پر برسائے وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم ہی سے برسائے تھے۔ مقصد یہ کہ یہ حمل جبریل امین کی پھونک سے قرار پا گیا جو انہوں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے مریم علیہا السلام کی جیب [گریبان] میں پھونکی تھی، اور تفاسیر کی روایات صحیح ہو گئیں اور جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ تصرف بھی اس پر وضاحت کے ساتھ دال ہے، کہ مریم علیہا السلام کا نکاح نہیں ہوا تھا اگر نکاح ہوا ہوتا تو جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس نفع روح کی کوئی ضرورت نہ تھی اور جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمانا۔

﴿لَا هَبَ لَكَ غُلَّازٍ كَيْتًا﴾

میں اس لیے آیا ہوں کہ میں آپ کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے ایک پاکیزہ صفت فرزند عطاء کروں۔

(سورہ مریم پ 16 آیت نمبر 19)

اگر یہ ان کا تصرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے نہ ہوتا تو ایسا فرمانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مریم علیہا السلام حمل قرار پا جانے کے بعد دور دراز مکان پر کیوں چلی گئی؟ کیا نکاح کرنا کوئی ناجائز بات تھی کہ جس کو چھپانے کے لیے کسی اور دوسری جگہ چلانا ضروری تھا۔ ہاں بغیر باپ [بچہ] پیدا ہونا یہ بات بظاہر قابل اعتراض بات تھی، اور اگر اسی حالت میں وہ اسی جگہ پر رہتی تو وہ لوگ اس کی

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

زندگی ہی دو بھر کر دیتے، اور ان کو وضع حمل تک وہاں چین کے ساتھ رہنا نصیب نہ ہوتا کیا پتہ وہ لوگ کیا اقدام کرتے اس لیے یہ بالکل ترین عقل و قیاس نظر آتا ہے، کہ ان کو بہر حال وضع حمل تک تو کہیں اور جگہ ان سے بالکل الگ تھلگ جا کر رہنا چاہیے تھا، تاکہ وضع حمل تو خیریت سے ہو پھر جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی ہوگی اسی طرح ہوگا۔

حضرت مریم علیہا السلام کی پریشانی

5۔ وضع حمل کے وقت جب مریم علیہا السلام نے آنے والے طوفان کا تصور کیا تو بہت پریشان ہوئیں اور کہا کاش! میں اس سے پیشتر ہی مر جاتی اور بھولی بسری ہو جاتی تاکہ کوئی میری یہ حالت نہ دیکھ سکتا، اس پر بھی ان سے کہا گیا کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم ہی کرو۔۔۔۔۔ اگر کوئی آدمی ملے تو کہہ دینا کہ میں نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے روزہ کی نذر کی ہے اس لیے آج کسی سے بات نہیں کرونگی۔ (یعنی باقی معاملہ کو ہم خود منٹ لینگے)۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد ہوتے تو نہ ہی مریم علیہا السلام کو اس قسم کی کوئی پریشانی لاحق ہوتی اور نہ ہی انہیں لوگوں کے کہنے پر خاموش رہنے کا امر ہوتا بلکہ انہیں امر ہوتا کہ وہ کہہ دے کہ کوئی بات نہیں لویہ میرا شوہر ہے، میں نے کوئی غلط یا ناجائز بات نہیں کی۔ کیا یہ واضح دلیل نہیں اس بات کی کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی والد نہ تھے؟

یہودیوں کا بہتان

6۔ اب حضرت مریم علیہا السلام اپنے نومولد بابرکت بچہ کو اٹھائے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئی تو انہوں نے کہا ﴿يَمْرَيْمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يَا خُتُّ هُرُونَ مَلَكَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكَ بَغِيًّا ۝﴾
ترجمہ: اے مریم تو نہایت سنگین اور بہت بڑی برائی لائی ہو۔ تمہارا والد تو برا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں فاحشہ تھی۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 27 تا 28)

اس سے ظاہر ہے کہ مریم صدیقہ علیہا السلام پر انکی قوم نے فاحشہ [زنا] کا الزام لگایا تھا، اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ان کو اپنے مادر و پدر کا حوالہ دیا کہ وہ دونوں تو نہایت نیک تھے، انہوں نے تو کوئی برائی نہیں کی تھی تو اتنے سنگین کام کرنے پر کس طرح آمادہ ہوئی، یعنی جس کے خاندان کے سب افراد نیک اور صالح ہوں اور ان میں برائی نام کی بھی نہ ہو ان کی بیٹی اگر ایسا سنگین کام کرے تو بڑی عجیب و افسوس کی بات ہے۔ اور اسی کو سورۃ نساء میں اس طرح واضح فرمایا:

﴿وَبِكْفَرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا﴾

ترجمہ: یعنی ان یہودیوں نے مریم علیہا السلام پر بڑا بہتان لگایا۔

(سورۃ النساء پ 6، آیت نمبر 156)

اچھا تو اس الزام سے بچنے کے لیے مریم علیہا السلام نے کیا کیا؟

حضرت مریم صدیقہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کا جواب

قرآن عظیم فرماتا ہے ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ﴾ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 29) یعنی مریم علیہا السلام نے ان کی اس بات کا جواب اس طرح دیا کہ صرف بچہ کی طرف اشارہ کر دیا، انہوں نے کہا ایسے بچے سے ہم کیا بات کریں جو جھولے میں جھولنے والا ہو یعنی بہت صغیر ہے (وہ تو بات کر بھی نہیں سکتا) ہر منصف مزاج یہ سوچ لے کہ اگر مریم علیہا السلام کا شوہر تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے، تو بچہ کی طرف اشارہ کر کے جواب دینے کی کیا تک تھی؟ بلکہ وہ صاف کہہ دیتی کہ مجھ پر فاحشہ کا الزام محض بہتان ہے۔ میں نے کوئی برائی نہیں کی بلکہ میں نے نکاح کیا ہے، اور یہ میرا شوہر ہے اس سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور بات ختم ہو جاتی۔ اگر کوئی کہے کہ اس شوہر سے قوم کے افراد ناراض تھے اس لیے انہوں نے اس کو چھپایا، لیکن یہ بھی سراسر فضول اور باطل ہے، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بھی مریم علیہا السلام کو اپنے بہتان کے اظہار پر تو ضرور اپنے اس شوہر کو ظاہر کرنا چاہیے تھا، اور قرآن کریم بھی اس کا ذکر کرتا اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا کہ اگر قوم ان سے ناراض ہوتی تو مریم علیہا السلام سے بائیکاٹ کر لیتے ان کو اپنے کنبے سے نکال دیتے یا ان سے اپنے سارے تعلقات ختم کر دیتے، اور وہ پھر وہیں جا کر الگ تھلگ رہتی جہاں وضع حمل سے پہلے جا کر سکونت پذیر ہوئی تھی، لیکن ان پر جو بہتان عظیم لگایا گیا تھا وہ ایک سرختم ہو جاتا لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس انتہائی نازک موقع پر بھی محترمہ بی بی صاحبہ علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد اپنے شوہر کا ذکر نہیں کرتی، بلکہ نوزائیدہ بچہ کی طرف اشارہ

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

کرتی ہے جس سے اس کی قوم کو اور بھی تعجب ہوا کہ ہم تو ان سے اس سنگین بات کی صفائی طلب کر رہے ہیں اور یہ اس بچہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے جس میں گویائی کی کوئی طاقت نہیں!

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باپ بننا

7۔ اس پر یہ بابرکت بچہ (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) بول پڑا۔ یہ نومولود بچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حکم سے بولنے لگا لیکن انہوں نے بھی اپنی پوری بات میں یہ نہیں کہا کہ آپ میری والدہ مطہرہ پر غلط اور ناروا الزام لگا رہے ہیں، میرا تو والد ہے، جس کا نام فلاں ہے اور وہ میری والدہ محترمہ کا جائز شوہر ہے، بلکہ انہوں نے اول تو اپنے متعلق یہ بتایا کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بندے ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ان کو کتاب دی ہے اور ان کو نبی بنایا ہے۔ مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں بھی ہوں اور مجھے نماز کی اقامت و ایتناہ الزکوٰۃ کی ہدایت کی ہے جب تک زندہ رہوں۔

اگر ان کے والد تھے تو ان باتوں کے ساتھ اس کا بھی لازمی طور پر ذکر کرتے مگر اس کا اشارہ بھی ذکر نہیں کیا، آخر کیوں؟

جب اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اتنا عظیم الشان معجزہ دکھایا تو ساتھ ہی اس مبارک بچہ سے یہ بھی کہلو ایسا کہ واقعتاً ان کے جائز والد ہے اس سے قطعی اعراض کس لئے؟

8۔ پھر اس مبارک بچہ نے فرمایا ﴿وَبَرَأُ بِوَالِدَتَيْنِ﴾۔ الایۃ اور مجھے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی والدہ مطہرہ سے نیکی کرنے والا بنایا (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 32) اگر ان کے والد ہوتے تو انہوں نے اپنے متعلق صرف والدہ مطہرہ سے نیکی کرنے پر

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

اکتفاء کیوں کیا؟ کیا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے آباء سے نیکی کرنے والے نہیں ہوتے؟ اسی سورۃ میں پہلے رکوع میں حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ ہے اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام (حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرزند کے متعلق یہ وارد ہے کہ ﴿وَبَرَّأَبُوالدِّيْبِ﴾ الخ یعنی یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے والدین [ماں اور باپ] سے نیکی کرنے والے تھے (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 14)

لہذا اگر بالفرض عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے تو ان کو بالضرورۃ یہ فرمانا چاہیے تھا۔

﴿وَبَرَّأَبُوالدِّيْبِ﴾ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مجھے اپنی ماں اور باپ دونوں سے نیکی کرنے والا بنایا ہے اور صرف والدہ محترمہ پر اکتفاء نہ فرماتے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا امر (کن فیکون)

9۔ اس قصہ کو پورا کر کے آگے اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس پر مختصر تبصرہ فرماتے ہیں ﴿ذَلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَدُونَ ۝ مَلَكَانَ لِلَّهِ أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وُلْدٍ سُبْحٰنَهُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝﴾

یعنی ”یہی ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق وہ حق اور سچی بات جس کے بارے میں یہ شک کر رہے ہیں۔ اللہ کی یہ شان ہی نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ ان سب خامیوں سے پاک ہے جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ فرماتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ (سورۃ مریم پ 16، آیت نمبر 34 تا 35)

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

یعنی اس سارے قصہ کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ تو اللہ تھے اور نہ اللہ کے بیٹے تھے، بلکہ اللہ کے بندہ اور نبی تھے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے بغیر والد صرف اپنی والدہ محترمہ مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے، اور اسی وجہ سے یہ گمراہ لوگ ان کے بارے میں شک میں پڑ گئے ہیں، حالانکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے، کسی بات یا چیز کے وجود میں آنے کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا "کن" کامر کافی ہے، لہذا اس نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش میں بھی اپنی قدرت کاملہ سے کام لیا اور مریم علیہا السلام کی طرف اپنے اس کلمہ "کن" کو متوجہ کیا اور ان کے بطن میں حمل قرار پا گیا، اس لیے جس کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان ہو اس کے لیے تو اس میں کوئی اچھوتی بات نہیں۔ اب ہر عقل سلیم والا آدمی سوچ سکتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی الوہیت یا ابہیت والے عقیدہ کو ختم کرنے کے لیے صرف یہ کافی تھا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرمادیتا کہ "اے عیسیٰ تم کدھر کو چلے جا رہے ہو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تو والد تھے پھر وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بیٹے کس طرح بن گئے؟ لیکن اس مختصر سی بات (جو اصل گمراہی والے عقیدہ کو جڑ سے کاٹ دیتی) کے بجائے اتنا مفصل قصہ انکی ولادت اور اپنی قدرت کاملہ کا اظہار وغیرہ وغیرہ کی طرف قرآن حکیم کا رخ ہمارے لیے واضح دلیل اور قاطع برہان نہیں کہ فی الحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد نہ تھے؟ اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھیں کہ جب ابتداء میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ مریم علیہا السلام کے پاس بشارت لیکر آیا تھا وہ اگر صرف ایک بابرکت ہستی کی

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

پیدائش کی بشارت دینے آیا تھا، تو بس صرف یہ بشارت دیکر چلا جاتا لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ مریم علیہا السلام کے دریافت کرنے پر کہ بن باپ فرزند کیسے ہوگا تو اس وقت بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہی الفاظ فرمائے تھے جیسا کہ سورۃ آل عمران میں یہ آیت کریمہ ہے۔

﴿ قَالَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴾

یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ اسی طرح اپنی قدرت سے پیدا کرتا رہتا ہے وہ جب کسی بات کا فیصلہ کرتا ہے تو اس کو امر فرماتا ہے کہ ہو جا تو ہو جاتا ہے۔ (سورۃ آل عمران پ 3، آیت نمبر 47)

اور یہاں سورۃ مریم میں قصہ کے اختتام پر بھی یہی فرمایا کہ اللہ کے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں وہ صرف "کن" سے امر کرتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔ اور جب نجران کے عیسائی مقابلہ کے لیے آئے تھے تب بھی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہی الفاظ ان کو سنانے کے لیے اتارے تھے، جیسا کہ اس سے پہلے یہ بات گزر چکی ہے۔ بہر حال قرآن کریم میں جس جگہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش کا ذکر آتا ہے یا ان کے بارے میں الوہیت یا ابہیت کے عقیدہ کا ابطال مقصود ہوتا ہے، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ یہی فرماتا ہے حالانکہ اگر بالفرض حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد تھے، تو اس وقت کے حالات کا تقاضا تو یہ تھا کہ فوراً کہہ دیا جاتا کہ ان کے تو والد تھے، وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بیٹے نہیں ہو سکتے اس کی بجائے ہر جگہ اپنی قدرت کاملہ کا ذکر نہ کیا جاتا، کیا اس سے بھی کوئی بات زیادہ واضح ہو سکتی ہے؟

حضرت عیسیٰ و حضرت مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی معبودیت کا رد

10- (سورۃ مائدہ پ 7، آیت نمبر 116) میں مذکور ہے کہ قیامت کے دن اللہ سبحانہ و تعالیٰ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے گا کہ

﴿ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ ۗ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ
اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ الْهَيْبَتِينَ مِنَ دُونِ اللَّهِ ۗ ﴾

[اے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام]! کیا تو نے لوگوں کو (دنیا میں) کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو الہ [معبود] بنا لو؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گمراہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی والدہ محترمہ علیہا السلام کو بھی الہ (معبود) بنا لیا تھا۔ لہذا اگر ان کے شوہر تھے تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس عقیدہ کو ضرور اس طرح رد کرتا کہ مریم کا تو شوہر تھا پھر جو عورت ایک مرد کے ماتحت ہو وہ معبود کیسے بن سکتی ہے، لیکن اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایسا کہیں نہیں فرمایا حالانکہ مریم علیہا السلام کے بارے میں الوہیت کا عقیدہ بغیر شوہر کے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش والی بات سے نکلا تھا، لہذا حالات کا یہی تقاضا تھا کہ اس عقیدہ کو بھی یہ کہہ کر جڑ سے کاٹ دیا جاتا کہ مریم کا تو شوہر تھا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن عظیم میں بہت سے دلائل سے ان دونوں ماں اور بیٹی کی الوہیت کا ابطال فرمایا لیکن کسی ایک جگہ بھی (حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے والد اور مریم کے شوہر کا ذکر نہیں ہے۔

﴿ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ﴾

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

اجماع امت

ان براہین قاطعہ کے مد نظر پوری امت مسلمہ کا اس [بت] پر اجماع ہے، کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر والد اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے صرف اپنی والدہ مطہرہ مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے۔ اور یہی سبیل المؤمنین [مومنوں کا راستہ] ہے۔ لہذا اس سے جو بھی انحراف کرے گا وہ مومن و مسلم ہرگز نہیں ہو سکتا۔ لہذا جو شخص ایسا عقیدہ رکھے وہ مسلمان نہیں اس لیے ان کی اقتداء میں نماز ہرگز جائز نہیں ہو سکتی۔ ہذا ما عندی والعلم عند اللہ العلام وهو أ علم بالصواب و آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین۔

و صلى الله عنى خیر حلقه سيدنا محمد وآله
وأصحابه أجمعين و بارك و سلم۔

و أنا أحقر العباد

محب اللہ شاہ راشدی

عفا اللہ عنہ

عشیة یوم الأحد

۱۲۔ ربیع الثانی۔ ۱۴۱۰ھ الھجرى ۱۲۔ ۴۔ ۱۰۱۴ھ

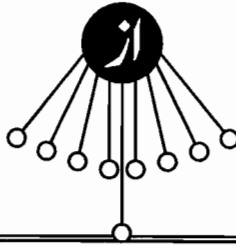
المطابق 12-11-1989

الثانى عشر من شهر التشرين الثانى۔

۱۹۸۹ء المسيح

وراثت

سینا عیسیٰ علیہ السلام



حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ماخوذ: تفسیر ثنائی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ولادت عیسیٰ علیہ السلام

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ ﴾ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ایک ایسے بزرگ اور پاک آدمی کی پیدائش کا جمالی بیان کرتا ہے کہ جس کی پیدائش، وفات بلکہ کل زندگی کے واقعات میں لوگوں کی مختلف رائیں ہو رہی ہیں عموماً ہر ایک شخص سے یہ معاملہ تو ہوتا ہے کہ اس کے دوست و دشمن کی آراء مختلف ہوتی ہیں۔ مگر یہ بزرگ [سیدنا عیسیٰ علیہ السلام] اس بات میں بھی سب سے نرالے ہیں، یہود ان کے دشمن [بلکہ دراصل اپنے دشمن] تھے انکی رائے ان کی نسبت مخالفانہ تو اسی اصل عداوت [کی فرغ اور اسی شاخ کا ثمر ہے، مگر ان کے نادان دوستوں [عیسائیوں] نے بھی آپ کی نسبت دراصل مخالفانہ ہی رائے لگائی جس کا ذکر اپنے موقع پر آئے گا۔ طرفہ یہ کہ جس مسئلہ [بے باپ ولادت کے لیے یہ حاشیہ تجویز ہوا ہے اس میں سب کے سب یک زبان متفق ہیں، گوانکے اتفاق کی بنا مختلف ہی کیوں نہ ہو آپ کے مخالف یہود تو اس حیثیت سے آپ کو بے باپ [حقیقی] مانتے ہیں، کہ وہ جناب کی پیدائش بدگمانی اور گستاخی سے ناجائز طور کی کہتے ہیں۔ عیسائیوں نے جناب والا کی نسبت عجیب عجیب بعیدانہ قیاس باتیں گھڑی ہیں اللہ اور اللہ کا بیٹا تو ان کے ہاں عام طور پر زبان زد ہے۔ باپ کے ہونے کے وہ بھی زمانہ شروع اسلام سے آج تک اسی امر کے قائل ہیں کہ مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے، مگر اس زمانہ اخیر میں سرسید احمد خان مرحوم نے اس سے انکار کیا ہے فرماتے ہیں، کہ وہ بے باپ نہ تھے بلکہ مثل دیگر بچوں کے ماں باپ دونوں سے پیدا ہوئے تھے، اس لیے اس حاشیہ میں ہم مسیح کی ولادت کے متعلق دو طرح سے بحث کریں گے ایک ان آیات

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

سے جن میں مسیح کی ولادت مذکور ہے۔ دوسری ان بیرونی شہادتوں سے کریں گے جن کو سید صاحب بھی کسی قدر معتبر جانتے ہیں۔ اسی سورۃ آل عمران میں یوں فرمایا۔

﴿ اِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ يَمْرُؤُا۟ۙ اِنَّ اللّٰهَ يَبَشِّرُكَ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِى الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ مِنَ الْمُعْتَرِبِيْنَ وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِى الْمَهْدِ وَ كَهَلَاوٍۙ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۰ قَالَتْ رَبِّ اَنْتَۙ اَنْتَۙ يَكُوْنُ لِيْ وَلَدًا وَّلَمْ يَمَسْسِنِيْۙ بَشَرًاۙ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُۚ اِذَا قَضٰىۙ اَمْرًاۙ فَاِنَّمَآ يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۰﴾ (سورۃ آل عمران پ 3 آیت 45 تا 47)

جب فرشتے نے کہا اے مریم بیشک اللہ تجھے اپنی طرف سے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح مریم کا بیٹا دنیا اور آخرت میں معزز اور [اللہ کے] مقربوں سے ہوگا اور لوگوں سے گہوارہ اور بڑھاپے میں کلام کرے گا اور وہ نیکو کاروں سے ہوگا۔ مریم علیہا السلام نے کہا اے میرے رب مجھے کس طرح سے لڑکا ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا فرشتے نے کہا تو ایسی ہے اللہ جو چاہتا ہے کر دیتا ہے جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے اتنا ہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جائے وہ ہو جاتی ہے۔

دوسری جگہ سورۃ مریم میں اس سے بھی کسی قدر مفصل بیان ہے۔

﴿ وَاَنْكُرُ فِى الْكِتٰبِ مَرْيَمَۙ اِذَا نَتَبَدَّتْ مِّنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝۰ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًاۙ فَاَرْسَلْنَاۙ اِلَيْهَا رُوْحَنَاۙ فَمَثَلْ لَهَاۙ بَشَرًاۙ سَوِيًّا ۝۰ قَالَتْ اِنِّىۙۙ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَۙ اِنْ كُنْتُ تَقِيًّا ۝۰ قَالَ اِنَّمَاۙ اَنَاۙ رَسُوْلٌۙ رَبِّكَۙ لَا هَبَ لَكَۙ غُلْمًاۙ زَكِيًّا ۝۰ قَالَتْ اَنْتَۙۙ اَنْتَۙۙ يَكُوْنُ لِيْۙۙ غُلْمٌ وَّ اَمَّ يَمَسْسِنِيْۙۙ﴾

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے

بَشَرُوْلَمْ اَكْ بَغِيْبًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلٰى هٰٓئِيْنٍ وَّلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً
لِّلنَّاسِ وِرَحْمَةً مِّنَّا وَاٰمَرًا مَّقْضِيًّا ۝ نَحْمَلْتَهٗ فَاَنْتَبَذْتْ بِهٖ مَكَاٰنًا
قَصِيْبًا ۝ فَاَجَا هَا اَلْمَخَاضُ اِلَى جِدْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ يَلِيْتَنِيْٓ مِثُّ قَبَلِ
هٰذَا وَكُنْتُ نَسِيْبًا مَّنْسِيْبًا ۝ فَنَادَاهَا مِنْ تَحْتِهَا اَلَا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ
رَبُّكَ تَحْتِكَ سَرِيْبًا ۝ وَهَزَيْتِ الْاِيْكَ بِجِدْعِ النَّخْلَةِ تُسْقِطُ عَلَيْنِكَ رُطْبًا
جَبِيْنًا ۝ فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَاقْرِيْ عَيْنًا فَاِمَّا تَرِيْنَ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا فَقَوْلِيْ
اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ۙ

مریم کا ذکر کتاب میں بیان کر جس وقت وہ اپنے گھر والوں سے مشرق کی جانب ہوگی اور ان سے دور ایک پردہ اس نے بنا لیا۔ پس اسی حال میں ہم نے اپنا رسول [جبرائیل] اس کی طرف بھیجا۔ وہ کامل آدمی کی شکل میں اس کے سامنے آیا وہ [مریم] بوجہ اپنی پاکدامنی کے [اس سے بولی کہ میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں ہوں] یعنی تیرے سامنے آنے کو پسند نہیں کرتی [اگر تو نیک ہے تو آگے سے ہٹ جا وہ بولا میں آدمی نہیں بلکہ تیرے رب کا قاصد ہوں کہ تجھے ایک لڑکا ہونے کی خبر دوں۔ مریم نے کہا مجھے لڑکا کیسے ہوگا حالانکہ مجھے نہ تو خاوند نے چھوا ہے اور نہ ہی میں بدکار ہوں۔ فرشتے نے کہا تو ایسی ہی ہے تیرے رب نے کہا کہ مجھ پر یہ کام آسان ہے اور ہم ایسا ہی کریں گے تاکہ اس کو لوگوں کے لیے نشانی اور اپنی رحمت بنا دیں اور یہ کام تو ہوا ہے۔ پس مریم حاملہ ہوئی پھر وہ دور کی جگہ میں چلی گئی پھر وہ دردزہ کی وجہ سے درخت کھجور کے پاس آئی تو بولی ہائے افسوس میں اس سے پہلے ہی مر کر بھولی بسری ہو جاتی پس فرشتے نے

کیا عیسٰی علیہ السلام کے والد تھے؟

اسے اس سے نچلے مکان سے پکارا کہ تو غم نہ کر تیرے رب نے [تیرے لیے] تیرے نیچے نہر جاری کر دی ہے اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلا دہ تجھ پر تو تازہ کھجور گرائے گی پھر تو کھا اور پانی پیو اور خوش رہو۔ اگر کسی آدمی کو دیکھے تو [اشارہ سے] کہہ دینا کہ میں نے اللہ کے لیے منہ بند رکھنے کی نذر مانی ہے پس میں آج تمام دن کسی سے نہ بولوں گی یہ سب باتیں اشارہ سے کہو۔

(سورہ آل عمران میں صرف اسی قدر اشارہ ہے)

﴿إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ

قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (سورہ آل عمران پ 3، آیت 59)

مسح اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے جس کو مٹی سے بنا کر ہوا کہا وہ ہو گیا۔

ان آیات کریمہ پر کوئی حاشیہ لگانے کی حاجت نہیں اردو ترجمہ جو لفظی ترجمہ ہے ان کا مطلب صاف بتا رہا ہے پس جو مطلب ناظرین اردو سے سمجھ ہوں گے وہی مطلب عرب کے فصیح و بلیغ باشندے قرآن مجید کا سمجھتے تھے۔ ہمارے خیال میں یہ مسئلہ [ولادت مسیح] بعد بیان ان آیات کے ناظرین کے فہم و فراست اور انصاف پر چھوڑنے کے لائق ہے لیکن اس خیال سے کہ سید صاحب یا ان کے دوست رنجیدہ نہ ہوں کہ ہمارے عذرات قوم تک نہیں پہنچائے اسی لئے کسی قدر شرح کر کے آپ کے عذرات [رکیکہ] مع جوابات معروض ہوں گے۔

پہلی اور دوسری آیات اس امر پر متفق اور یک زبان ہیں کہ مریم علیہا السلام نے لڑکے کی خوشخبری سن کر اسے اپنے مناسب حال نہیں سمجھا بلکہ سخت لفظوں میں اس سے انکار

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

کیا اور استعجاب بتلایا کہ مجھ جیسی کولڑکا کہاں سے ہو سکتا ہے جس کو کسی مرد نے نہیں چھوا [در صورت حمل متعارف] ہونے کے [جیسا کہ سید صاحب کا خیال ہے] فرشتے کی طرف سے یا اللہ کی جانب سے اس کا یہ جواب ملنا کہ اللہ پر یہ کام آسان ہے داناؤں کی توجہ چاہتا ہے ہاں اگر یہ جواب فرشتے کی طرف سے ہوتا کہ گوا بھی تک مرد نے تجھے نہیں چھوا لیکن چھونا ممکن ہے۔ تو اس سے حضرت مریم کی تسلی ہو جاتی اور سید صاحب کو بھی متعدد صفحات لکھنے کی تکلیف نہ ہوتی اب جائے غور ہے کہ بجائے اس جواب کے یہ جواب دینا کہ بیشک تو ایسی ہے لیکن اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس کو بھی مدلل اور مفصل کر کے بیان کیا کہ اللہ جب کبھی کسی چیز کا ہونا چاہتا ہے تو اسے صرف اتنا ہی کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ جاتی ہے۔ اگر سید صاحب کا خیال [کہ مسیح بطریق متعارف پیدا ہوئے تھے ٹھیک ہو تو کچھ شک نہیں کہ یہ جواب طول طویل مریم کے اسبعاد کے متعلق نہیں ہو سکتا]۔ بلکہ سوال ”از آسمان جواب از زمین“ کا مصداق ہے۔ پھر مریم کے بچہ کو اٹھالانے کے وقت قوم کا طعن مطعن شروع کرنا اور طعن میں ایسے الفاظ بولنا جو اس پاک دامن [عورت] کی عصمت میں خلل انداز ہوں یعنی نہ تیرا باپ زانی تھا نہ تیری ماں بدکار زانیہ تھی ”صاف ثابت کرتا ہے کہ حضرت مسیح کی ولادت کے وقت یہودیوں کا گمان فاسد ناجائز طور پر مولود پیدا ہونے کا تھا۔ جس کو حضرت مسیح نے اپنے جواب میں دفع کیا کہ میں اللہ کا نبی ہوں مجھے اس نے کتاب دی ہے اس لیے کہ ہو جب سب بنی اسرائیل حرامی بچہ دس پشت تک اللہ کا نبی نہیں ہو سکتا۔ میں جب نبی ہوں تو حرامی کیسے ہو سکتا ہوں۔ افسوس کہ سید صاحب نے

۱۰ کتاب اشہاء 32 باب کی آیت (نہ)

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

اس جواب پر غور نہیں کیا اس لیے جھٹ سے اعتراض جمادیا کہ!

”اگر اس وقت یہودیوں کی مراد اس سے تہمت بد نسبت حضرت مریم کے اور ناجائز مولود ہونے کی نسبت حضرت عیسیٰ کی ہوتی تو ضرور حضرت عیسیٰ اپنے جواب میں اپنی اور اپنی ماں کی بریت اس تہمت سے ظاہر کرتے۔ جلد دوم صفحہ 37، 38 طبع جدید صفحہ 33۔ ہم نے بتلادیا ہے کہ حضرت مسیح نے اپنی ماں کی بریت عمدہ طرح سے فرمائی ہے۔ سید صاحب نے ہمارے پہلے طریق استدلال [یعنی عدم مطابقت سوال بجواب] کی طرف تو خیال ہی نہیں کیا تھا اور اس امر پر شاید غور کر نیکا انہیں اتفاق ہی نہیں ہوا اگر ہوتا تو غالباً تصویر کا رخ دوسرا ہوتا البتہ دوسری طرز استدلال کی طرف کسی قدر متوجہ ہو کر فرمایا ہے۔

یہودیوں کے اس قول سے بھی ﴿يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيئًا يَا خَتَّ هٰؤُوْنَ مَا كَانَ اَبُوكَ امْرَاً سَوُوً وَّمَا كَانَتِ اُمُّكَ بَغِيًّا﴾ حضرت عیسیٰ کے بن باپ کے پیدا ہونے پر استدلال نہیں ہو سکتا اس لیے کہ اس زمانہ میں جبکہ یہودیوں نے حضرت مریم سے یہ بات کہی کوئی بھی حضرت مریم پر بدکاری کی تہمت نہیں کرتا تھا [طبع جدید صفحہ 32 جلد 2] سید صاحب کو ایسی غفلت مناسب نہ تھی صفحہ 28 طبع جدید صفحہ 20 پر آپ خود مانتے ہیں کہ ”یہی وجہ ہے کہ یہودیوں نے نعوذ باللہ حضرت مریم پر جو بہتان باندھا تھا وہ یوسف کے ساتھ نہ تھا بلکہ پتر اٹامی کے ساتھ منسوب کیا تھا کیونکہ یوسف ان کے شرعی شوہر ہو چکے تھے“ صفحہ 20 کچھ دور نہیں تھا یہاں پر آپ کا اس کو بھول جانا کلام الہی ﴿لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا﴾ [پوڑھے جلد ہی

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

بھول جاتے ہیں۔ منہ] کی تصدیق ہے اگر فرمادیں کہ صفحہ ۲۰ کی عبارت ولادت کے متعلق ہے اور صفحہ 32 پر جو انکار ہے وہ اس وقت کے متعلق ہے جب حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالائی تھیں دونوں عبارتیں مجھے یاد ہیں میں بھولانہیں ہمارا مدعا بھی یہی ہے کہ وقت ولادت یہودیوں نے مریم پر تہمت لگائی تھی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ !

حضرت مسیح ان کے نزدیک ناجائز مولود تھے جس سے ہمارا دعویٰ [بے باپ ولادت مسیح] تقویت پذیر ہے۔ آپ کا فرمانا کہ نہ اس آیت میں اس قسم کی تہمت کا اشارہ ہے حیرت افزا ہے۔ کاش آپ اس ”آیت“ کی بجائے ”قرآن میں“ کا لفظ لکھ دیتے تو مدت فیصلہ ہو جاتا کوئی مخالف آپ کے سامنے

﴿ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ﴾

(سورۃ النساء پ 6 آیت 156)

..... پیش نہ کر سکتا۔ سید صاحب اب بھی موقع ہے معاملہ طے کریں۔

منانہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی

رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

آپ فرماتے ہیں ”فری“ کے معنی بدلع و عجیب کے ہیں۔ اس لفظ سے غالباً یہودیوں نے مراد لی ہوگی ﴿ شَيْفًا عَظِيمًا مُنْكَرًا ﴾ مگر اس سے یہ بات کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت ناجائز مولود ہونے کی تہمت کی تھی لازم نہیں آتی بلکہ

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

قرینہ اسکے برخلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ نے اسکے جواب میں اس تہمت سے بری ہونے کا کوئی لفظ بھی نہیں کہا۔ صفحہ 27 طبع جدید صفحہ 32۔

بیشک کہا ملاحظہ ہو صفحہ 27 تفسیر ثنائی جلد ہذا۔ اس جواب میں بھی حسب عادت قدیمہ مطلب سے تجاہل عارفانہ کر گئے ہیں ”فری“ کے معنی کرنے میں وقت کھودیا حالانکہ ان نالائقوں کے صریح الفاظ سے اے مریم تیرا باپ زانی نہ تھا تیری ماں زانیہ بدکار نہ تھی تو ایسا لڑکا [بقول سید صاحب] اوپر کہاں سے لے آئی۔ کیا اس قدر مغفل الفاظ کسی نے اپنی بیگانی لڑکی کی نسبت کہے یا کہتے سنا، یہودیوں کے یہ الفاظ کہنے کی وجہ سرسیدیوں بیان کرتے ہیں۔

”جب انہوں [حضرت مسیح] نے بیت المقدس میں یہودی عالموں سے گفتگو کی اس بات پر یہودی عالم ناراض ہوئے اور انہوں نے آ کر حضرت مریم سے کہا کہ تیرے ماں باپ تو بڑے نیک تھے تو نے یہ کیسا عجیب یعنی بد مذہب لڑکا جنا ہے حضرت مریم نے خود اسکا جواب نہیں دیا اور حضرت عیسیٰ کو اٹھالائیں گود میں یا کندھوں پر [اس وقت انہوں نے فرمایا کہ ﴿إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ إِنَّمَا أُكْتَبْتُ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا﴾

[سورہ مریم پ 16 آیت نمبر 30، طبع جدید صفحہ 36] افسوس سید صاحب ایہ مسئلہ حل نہ ہوگا جب تک آپ صریح الفاظ کو نہ لیں گے اور ان کے متبادل ترجمہ کو تسلیم نہ کریں گے جو واقعی قابل تسلیم ہے۔ آپ کے بیان مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کی بدزبانی پہلے بعد حضرت مریم مسیح کو اٹھالائیں مگر قرآن کریم کے بیان سے ظاہر ہے کہ مریم کا بچہ کو اٹھا کر لانا پہلے ہے اور یہودیوں کی پیچھے تھیں دونوں عبارتیں مجھے یاد

کیا ایسی علیہ السلام کے والد تھے؟

ہیں۔ میں بھولا نہیں ہمارا حدی بھی یہی۔ دیکھو تو کیا وضاحت سے ارشاد ہے کہ۔

﴿فَأَنتَ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ قَالُوا يُمَزِّمٌ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا فَرِيًّا﴾

”پس اس (مسح) کو اٹھا کر اپنی قوم کے پاس لائی تو بولے کہ انے مریم تو عجیب چیز لائی ہے“ سید صاحب ان باتوں سے بجز اس کے کہ علماء میں ہنسی ہو کیا فائدہ آپ اپنا عندیہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اس کھینچ تان سے آپ کا مطلب کیا ہے کہ جہاں آپ کو کچھ نہیں سو جھتا وہاں خواب میں چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مریم کی فرشتے سے گفتگو کو جو آپ کے مذہب کے خلاف تھی [کیونکہ فرشتوں کے خارجی سے آپ منکر ہیں] خواب کا واقعہ بتلایا ہے اور اس کی نسبت یوں ارشاد فرمایا ہے کہ۔

”سورۃ مریم میں حضرت مریم علیہا السلام کی روایا [خواب] کا واقعہ بیان ہوا ہے کہ انہوں نے انسان کی صورت دیکھی جس نے کہا کہ میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تم کو بیٹا دوں“ (طبع جدید صفحہ 31)

جناب! خواب کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ اسی برتے پر آپ علماء کو یہودیوں کے مقلد شہوت پرست، زہد کو ڈمغز ملا وغیرہ وغیرہ الفاظ بخشا کرتے ہیں۔

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

آپ ہی بتلا دیں اگر کسی صحیح روایت کے اعتبار پر بات کہنے سے یہودیوں کا مقلد بننا لازم آتا ہے تو بے ثبوت بات کہنے پر کس کا خیر اس کا فیصلہ تو ہم آپ کے جدا مجد [فداء ابی و امی] کے روبرو کرائیں گے انشاء اللہ۔ اب ہم اس مسئلہ [ولادت مسح] کے متعلق

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

یہرونی شہادتیں دریافت کرتے ہیں اس میں تو کچھ شک نہیں کہ یہود و نصاریٰ اور مسلمان سب کے سب اس امر پر متفق ہیں کہ حضرت مسیح بے باپ ہیں اور مسلمانوں کی نسبت تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عیسائی اور مسلمان دونوں خیال کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ صرف اللہ کے حکم سے عام انسانی پیدائش کے برخلاف بغیر باپ پیدا ہوئے تھے۔ (صفحہ 22 جلد 2 طبع جدید صفحہ 15)

رہے یہودی سوان کی بابت قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح کی ولادت کو کیسے مغلظ الفاظ سے بیان کرتے تھے پس حضرت مسیح کے حالات دیکھنے والے یہود۔ نصاریٰ دونوں تو میں جو ان کے حالات کو تحقیق کرنے میں ہم سے زیادہ مشغول تھیں [مگر اغراض ان کی مختلف ہوں یہود بوجہ عداوت اور نصاریٰ بوجہ عقیدت] ان دونوں کا اس امر پر اتفاق ہونا کہ جناب مسیح کا باپ نہیں قابل غور نہیں؟ اس اتفاق کی تائید ان کی کتابوں سے بھی ہوتی ہے انجیل متی میں صاف بیان ہے۔

”اب یسوع مسیح کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہوئی تو ان کے اکٹھا آنے سے پہلے وہ روح القدس سے حاملہ پائی گئی۔ تب اس کے شوہر یوسف نے جو استعجاز تھا اور نہ چاہا کہ اسے تشہیر کرے ارادہ کیا کہ اسے چپکے سے چھوڑ دے۔ وہ ان باتوں کی سوچ ہی میں تھا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے فرشتے نے اس پر خواب میں ظاہر ہو کر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنے جو رو [بیوی] مریم کو اپنے یہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو اسکے رحم میں ہے سو روح القدس ہے۔ انجیل متی باب اول درس 18۔

انجیل لوقا میں یوں مذکور ہے۔

اور چھٹے مہینے جبرائیل فرشتہ اللہ کی طرف سے جلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرت تھا بھیجا گیا ایک کنواری کے پاس جس کی یوسف نامی ایک مرد سے جو داؤد کے گھرانے سے تھا منگنی ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریم تھا اس فرشتے نے اس [کے] پاس اندر آ کے کہا کہ اے پسندیدہ سلام! اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ تو عورتوں میں مبارک ہے۔ پر وہ اسے دیکھ کر گھبرائی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے۔ تب فرشتے نے اس سے کہا کہ اے مریم مت ڈر کہ تو نے اللہ کے حضور فضل پایا اور دیکھ تو حاملہ ہوگئی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام ”یسوع“ رکھے گی وہ بزرگ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا بیٹا [نیک بندہ] کہلائے گا۔ [یہ ایک انجیلی محاورہ ہے کہ نیک بندوں کو اللہ کے فرزند کہا جاتا ہے]

(انجیل متی۔ 5 باب منہ)

اور اللہ تعالیٰ اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت کرے اور اسکی بادشاہت آخر ہوگی تب مریم نے فرشتے سے کہا یہ کیونکر ہوگا جس حال میں مرد کو نہیں جانتی فرشتے نے جواب میں اس سے کہا مریم کہ روح القدس تجھ پر اترے گی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہوگا اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہوگا اللہ کا بیٹا کہلائے گا۔ انجیل لوقا باب اول درس 26۔

اس صاف اور سیدھے بیان انجیل کو بھی سید صاحب نے ٹیڑھا بنا نا چاہا آپ فرماتے ہیں۔ ”اس بات کو خود حواری حضرت عیسیٰ کے اور تمام عیسائی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کا خطبہ یوسف سے تھا۔ یہودیوں کے ہاں خطبہ کا یہ دستور تھا کہ شوہر

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

اور زوجہ میں اقرار ہو جاتا کہ اس قدر میعاد کے بعد شادی کریں گے یہ معاہدے حقیقت میں عقد نکاح تھے زوجہ کا گھر میں لانا باقی رہ جاتا تھا۔ یہودیوں کے ہاں اس رسم کے ادا ہونے کے بعد مرد اور عورت باہم شوہر اور زوجہ ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر بعد اس رسم کے اور قبل رخصت کرنے کے ان دونوں میں اولاد پیدا ہو تو وہ ناجائز اولاد تصور نہیں ہوتی تھی شاید خلاف رسم بات ہونے سے معیوب گنی جاتی ہوگی اور دونوں کو ایک شرم اور خجالت کا باعث ہوگی (خلاصہ صفحہ 27 طبع جدید صفحہ 19)

جس سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ”پس کوئی وجہ اس بات کے خیال کرنے کی نہیں کہ یوسف فی الواقع حضرت مسیح کے باپ نہ تھے متی کی انجیل میں جو یہ لکھا ہے کہ یوسف نے جب دیکھا کہ حضرت مریم حاملہ ہیں تو ان کے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا اگر یہ بیان [متی کا] تسلیم کیا جائے تو اس کا سبب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ عام رسم کے برخلاف حاملہ ہوجانے سے یوسف کو رنج اور خجالت ہوئی ہوگی (جلد ۲ صفحہ ۲۸ طبع جدید صفحہ ۲۰) جناب سید صاحب اب ایسی باتوں سے کیا فائدہ یوں تو ہم نے بھی ٹھیکہ نہیں لیکہ آپ کو خاموش ہی کرا کے رہیں گے مگر آخر جہاں تک آپ کے جدا مجد (فداہ روحی) کی محبت کا ہمیں جوش ہے آپ کی حق ادائیگی کریں گے گو کسی استاد کا قول ہے

ملاں آں باشد کے چپ نہ شود

صحیح ہے بھلا حضرت! اگر مریم علیہا السلام کو خلاف رسم حمل تھا اور وہ حمل شرعاً درست نہ تھا اور بالکل بے عیب تھا جیسا آپ بھی صفحہ ۲ پر تسلیم کر آئے ہیں تو یوسف اس پر اس قدر رنجیدہ کیوں ہوا کہ اس بے چاری حاملہ کے چھوڑنے پر کمر بستہ ہو گیا۔ آخر وہ اتنا

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

تو جانتا ہوگا کہ یہ کروت ساری میری ہے بالفرض اگر اس کو خلاف رسم حمل ہونے سے شرم تھی تو فرشتے نے خواب میں آ کر اس کی کیا تسلی کی کہ اے یوسف ابن داؤد اپنی جو رو مریم کو یہاں لے آنے سے مت ڈر کیونکہ جو اس کے رحم میں ہے سوروح القدس سے ہے۔ (متی باب، آیت 20)

کیا اس سے وہ حمل جو خلاف رسم سے ہوا تھا موافق رسم ہو گیا ایسے فرشتے کو یوسف خواب ہی میں جواب دیتا کہ حضرت جس خیالت کی وجہ سے میں اسے چھوڑتا ہوں وہ روح القدس سے حاملہ ہونے سے تو نہیں جاسکتی۔ میں تو اس لیے چھوڑتا ہوں کہ خلاف رسم حمل ہے میری رسومات متعلقہ شادی ابھی باقی ہیں۔ میں روح القدس کو کیا کروں میں اس شرم کے مارے پانی پانی ہوئے جاتا ہوں آپ مجھے روح القدس کا راگ سنائے جاتے ہیں۔ افسوس! سید صاحب نے جیسا حضرت مریم کے سوال ﴿أَنْتَى يَكُونُ لِي غَلْمٌ﴾ کے جواب ﴿كَذَلِكَ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ﴾ پر غور نہیں فرمایا اسی طرح اس پر بھی تدبر سے کام نہیں لیا اس امر پر بھی سید صاحب بحوالہ انجیل متی ولو قاتا مصر ہیں کہ مسیح کو ابن داؤد ابن ابراہیم کہا گیا ہے صفحہ ۲۴ اور قرآن میں ابراہیمی ذریت سے ہونا ثابت ہوتا ہے صفحہ ۲۵ نہیں معلوم ایسے صریح بیانات کے مقابلہ میں ایسے ضعیف احتمالات کیا مفید ہو سکتے ہیں سید صاحب! اصول شاشی میں بھی لکھا ہے کہ عبارات النص اشارہ وغیرہ پر مقدم ہوتی ہے، فافہم جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ صریح بیان ہر طرح سے ایسی تاویلات پر مقدم ہوتا ہے، پس جبکہ صریح بیان انجیلی اور قرآنی دونوں اس پر [بشرطیکہ انصاف ہو] متفق ہیں کہ مسیح علیہ السلام بے باپ

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

تھے تو ایسی تاویلات رکیکہ کی کیا قدر ہوگی حالانکہ قرآن کریم میں نواسے کو بھی بیٹا کہا گیا ہے جہاں مہبلہ کا حکم ہوتا ہے کہ تو ان سے کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں بلا کر مہبلہ کریں۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسوں کو بلا کر مہبلہ کرنا چاہا تھا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو حضور نے اٹھا کر فرمایا تھا کہ میرے اس بیٹے کے طفیل اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ کتاب الفتن جلد ۲ صفحہ ۱۰۵۳ [دیکھو صحیح بخاری] تو کیا امام حسن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے تھے نہیں نواسے کو بھی عام طور پر بیٹا کہا جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح کو ابن داؤد یا ابن ابراہیم کہا گیا ہے تو مریم کی وجہ سے کہا ہوگا غالباً آپ بھی اس محاورہ کو صحیح جانتے ہیں جب ہی تو یہ عذر کرتے ہیں کہ ”یہودی شریعت میں عورت کی طرف سے نسب قائم نہیں ہو سکتا دوسرے یہ کہ حضرت مریم کا داؤد کی نسل سے ہونا ثابت نہیں [صفحہ 25]

گویہ بھی اسی صفحہ پر تسلیم ہے کہ ”حضرت مریم حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی المیشیح کی رشتہ دار تھیں اور المیشیح ہارون کی بیٹی تھیں مگر نہ یہ معلوم ہے مریم اور المیشیح میں کیا رشتہ تھا اور نہ یہ معلوم کہ ہارون کس کی اولاد تھے“ [صفحہ 25]

حضرت! ان باتوں سے بجز اس کے کہ ڈوبتے کو تنک کا سہارا ہو کیا، ہو سکتا ہے جب ہمیں انہیں آنا جیل مروجہ میں صاف اور صریح الفاظ میں حضرت مسیح کا بے باپ ہونا اور عیسائیوں کا متفق علیہ عقیدہ اسی پر ہونا ثابت ہے تو پھر ایسے ویسے بعید از قیاس احتمالات کو کون سن سکے گا، ان کے رد کرنے کو صرف اسی قدر کافی ہے کہ یوسف داؤد

کے گھرانے سے تھا (دیکھو انجیل لوقا باب اول فقرہ ۲۷)

جب یوسف داؤد کے گھرانے سے تھا تو غالباً مریم بھی اسی خاندان سے ہوں گی جب تک کہ کسی قوی دلیل سے ثابت نہ ہو کہ مریم خاندان داؤدی یا اسرائیلی سے نہیں تھیں اسی قدر کافی ہے۔

ہاں آپ کا اس فقرہ انجیلی پر کہ جیسا کہ گمان تھا [مسیح] یوسف کا بیٹا تھا (لوقا باب 3 درس 33) نظر ڈالنا بھی حیرت بخش ہے جبکہ یہی لوقا صاف الفاظ میں مسیح کی ولادت بے باپ لکھتا ہے تو پھر ایسے محاورات سے کیا نتیجہ۔ علاوہ اسکے ہو سکتا ہے کہ یہ بیان ان کا اس پر مبنی ہو کہ مسیح بعد ولادت اسکے گھر میں رہے جیسا کہ رہیب کو بیٹا کہہ دیا کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ سید صاحب اس مسئلہ میں اہل معانی کا قاعدہ بھی بھول گئے کہ موحد اگر انابت الربیع البقل کہے تو اس میں نسبت مجازی ہے۔

اس مسئلہ [ولادت مسیح] پر سید صاحب کے ہم خیال ان آیات سے بھی استدلال کیا کرتے ہیں جن میں انسان کی پیدائش کی ابتدا نطفہ سے بیان ہوئی ہے مگر بعد غور دیکھیں تو یہ استدلال

﴿أَوَلَمْ يَرَا لِلْإِنْسَانِ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ﴾

(ترجمہ: کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا)

(سورہ یٰسین پ 23، آیت 77)

﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۚ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝﴾

(ترجمہ: لہذا انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے، وہ اچھل کر نکلنے

والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے) (سورۃ الطارق، پ 30، آیت 5 تا 6)

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

بھی ضعیف ہے اس لیے کہ ان آیات میں قضیہ کلیہ نہیں بلکہ مہملہ ہے جس میں کل افراد پر حکم ضروری نہیں جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ان آیتوں میں سب انسانوں کی پیدائش کا ذکر نہیں بلکہ اکثر کا ہے، قرینہ اس کا یہ ہے کہ اس پیدائش کے بیان سے متصل ہی انسان کی ناشکری، غرور، تکبر گردن کشی کا بیان عموماً مذکور ہوتا ہے جو اکثر افراد انسان میں تو ہے کل میں نہیں بالخصوص حضرات انبیاء اور مسیح علیہم السلام کو تو ان سے کوسوں دوری ہے پس ان آیتوں سے تمام افراد انسان کی پیدائش کا نطفہ سے ثبوت دینا گویا کل انبیاء کی نسبت یا کم سے کم مسیح کی نسبت ان کے گناہوں کا گمان کرنا ہے جو ان آیتوں میں بیان ہیں۔ علاوہ اسکے اگر سب افراد پر بھی حکم ہو تو اس اجمالی بیان سے دوسری آیت مسیح کو نکال سکتی ہے جیسا کہ عام مخصوص البعض کا قاعدہ ہے مثلاً ایک آیت میں فرمایا کہ!

﴿ وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ مِنكُم مَّنْ يُدْرُونَ أَنَّ أَرْوَاجًا يَنْزَرُ بَصْنًا بِأَنفُسِهِمْ أَزْبَعَةً
أَشْهُدُ وَعَشْرًا ﴾ (سورۃ البقرہ 2، آیت 234)

جن عورتوں کے خاوند مر جائیں وہ چار مہینے دس روز ٹھہر کر دوسرا خاوند کر سکتی ہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا

﴿ وَأُولَاتِ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾

ترجمہ: حاملہ عورت بعد جننے کے نکاح کر سکتی ہے۔ (سورۃ الطلاق، پ 28، آیت 4)

خواہ وہ بعد مرنے خاوند کے ایک گھڑی بعد جنے خواہ نو مہینے بعد حالانکہ پہلی آیت کے مطابق اس کو چار مہینے دس روز کی عدت بیٹھ کر نکاح کی اجازت چاہیے تھی مگر ایسا نہیں

کیونکہ دوسری آیت میں ”حاملہ کا خصوصی سے ذکر آچکا ہے“ اس لیے پہلی آیت کے ذیل میں اس کو لانا گویا دوسری آیت سے غفلت ہے اس قسم کی کئی ایک مثالیں قرآن شریف میں بلکہ ہر ایک کتاب اور محاورہ میں ہوتی ہیں۔ پس جیسا کہ ان دونوں آیتوں کو ماننے والے دونوں پر اس طرح عمل کرتے ہیں کہ پہلے عام فہم سے حاملہ کو نکال کر دوسری آیت کے ذیل میں لاتے ہیں تاکہ ایک ہی کے ذیل میں لانے سے دوسری سے انکار لازم نہ آئے اسی طرح ہم لوگوں کو جو سارے قرآن کو صحیح مانتے ہوں ان آیتوں سے [در صورت تسلیم عموم] مسیح کی پیدائش کو خاص کرنا ہوگا ورنہ ایک ماننے سے دوسری کا انکار لازم آئے گا۔ سید صاحب اور ان کے حواریوں سے بڑھ کر ان حضرات سے تعجب ہے جو مسیح کی ولادت بے باپ کے قائل ہیں اور اس امر کو بھی مانتے ہیں کہ سب مسلمان سلفاً خلفاً اس طرح بے باپ ہی مانتے چلے آئے ہیں مگر [بقول انکے] قرآن میں بے باپ ہونا ثابت نہیں۔ حضرت! ثابت تو روز روشن کی طرح ہے۔ ”آفتاب آمد دلیل آفتاب“ مگر یوں کہیے کہ غور نہیں یا انصاف نہیں۔

سر سید نے جیسا مسیح کے بن باپ ہونے سے انکار کیا ویسے ہی انکے کلام فی الہد [چھوٹی عمر میں بولنے] سے بھی منکر ہوئے ہیں کیوں نہ ہو دونوں انکار ہی باپ کے تو ام ہیں یعنی سپر نیچر [خلاف عادت] کے استحالہ کی فرع ہیں آپ سورۃ مریم کی آیت پر غور کرتے ہیں کہ!

قرآن مجید سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ نے ایسی عمر میں جس میں حسب فطرت انسانی کوئی بچہ کلام نہیں کرتا کلام کیا تھا۔ قرآن مجید کے یہ لفظ ہیں ﴿كَيْفَ نُنَكِّمُ مِنْ

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ﴿۱﴾ اس میں لفظ "کان" کا ہے جبکہ مطلب یہ ہے کہ ایک ایسے سے ہم کیونکر کلام کریں جو مہد میں تھا یعنی کم عمر لڑکا ہماری گفتگو کے لائق نہیں۔ یہ اسی طرح کا محاورہ ہے جیسے کہ ہمارے محاورہ میں ایک بڑا شخص ایک کم عمر لڑکے کی نسبت کہے کہ "ابھی ہونٹ پر سے تو اس کے دودھ بھی نہیں سوکھا کیا یہ ہم سے مباحثہ کے لائق ہے" [تفسیر احمدی جلد 2 صفحہ 37]

سید صاحب کے اس امر کی تو ہم داد دیتے ہیں اور واقعی ہے بھی قابلِ دادا کہ اپنے اصول نیچر کو بھولنے نہیں بلکہ جہاں تک ہو سکے دوسروں کو ان کی بات بہلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر آخر وہی مثل صادق آ جاتی ہے۔ "بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی" آپ سورہ مریم میں ناسخ تکلیف کرنے چلے گئے اسی سورہ آل عمران میں جس کا حاشیہ لکھنے کو بیٹھے ہیں غور فرماتے تو ﴿كَانَ يَكُونُ﴾ کی گردان سے مخلص ہوتی دیکھیے تو کس وضاحت سے بیان ہے ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾ اس آیت کا ترجمہ اور کسی کا کیا ہوا تو آپ کا ہے کو مانیں گے آپ ہی کی تفسیر سے جو خود بدولت کے قلم سے نکلا ہے پیش کرتا ہوں۔ [سج] کلام کرے گا لوگوں سے گوارہ میں اور بڑھاپے میں "اسی کے انتظام" کو آپ نے خطوط واحدانی ڈال کر [یعنی بچنے میں] لکھ دیا ہے۔ دیکھو صفحہ ۲۱۔ حضرت اسی وجہ سے توضیحوں نے اس "کان" کو ربط بتلایا ہے۔

دیکھو شرح ملا جامی اور شرح الشرح۔

علاوہ اس کے اس آیت ﴿مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾ کو آپ کے دعویٰ سے کیا تعلق؟ آپ تو اس واقعہ کو اس وقت سے متعلق کرتے ہیں جس وقت حضرت مسیح بڑے ہو کر

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

وعظ گوئی کے لائق ہو چکے تھے اس وقت یہودیوں نے مریم کو کہا تھا کہ ہم اس لڑکے سے کیونکر بولیں جو گہوارہ میں کھیل کر رہتا تھا۔ (جلد 2 صفحہ 32 طبع جدید صفحہ 31)

مگر اللہ ہی کا کلام ﴿وَيَكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْبُوتِ﴾ میں نہ تو [کان] ہے نہ [یکون] بلکہ صاف ترجمہ ہے کہ مسیح لوگوں کے ساتھ بولے گا گہوارے میں اور بڑھاپے میں ہمارے استدلال تو اس کلام سے ہے اس سے نہیں پس اس کے جواب میں اس کا پیش کرنا کیا مفید ہو سکتا ہے آپ اس امر کی بابت بھی بار بار سوال کرنے کے [مسیح کو] بن باپ پیدا کرنے میں حکمت الہیٰ کیا ہو سکتی ہے (صفحہ 23) آپ کے اس سوال سے مجھے بادشاہ اکبر کے دربار کا ایک واقعہ یاد آیا، ایک دفعہ مجمع علماء میں کسی صاحب فضل سے دوسرے کسی صاحب نے سوال کیا کہ موسیٰ کیا صیغہ ہے وہ بیچارہ خاموش رہ کر دوسرے روز دربار میں حاضر نہ ہوا اکبر نے اسے بلا کر عدم حاضری کی وجہ دریافت کی تو بولا بندہ نواز آج تو اس نے موسیٰ کا صیغہ پوچھا ہے کل کو عیسیٰ کا پوچھے گا۔ سو اسی طرح آپ کے ان سوالات سے ہم ڈرتے ہیں کہ شاید آپ یہ بھی نہ دریافت کریں کہ اللہ نے دونوں آنکھیں سامنے کیوں لگائیں ایک آگے ہوتی ایک پیچھے تاکہ دونوں طرف کی چیزیں دیکھنے سے بہ نسبت حال کے دگنا فائدہ ہوتا۔ حضرت من اللہ کے اسرار اللہ ہی جانتا ہے کہ اس نے ایسا کیوں کیا ہاں جس قدر وہ بتلا دے اسی قدر ہم بھی کہہ سکتے ہیں سچ ہے اور بالکل سچ ہے۔

﴿لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ﴾

(سورہ البقرہ 3، آیت 255)

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

پس جب ہم اس غرض سے کہ اس امر کے متعلق اللہ کی بتلائی ہوئی وجہ کیا ہے کلام الہی پر غور کرتے ہیں تو اس قدر پتہ چلتا ہے ﴿وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ﴾ ”مریم“ تاکہ ہم اس [مسح] کو نشانی بنائے گے اس کے مقابلہ میں آپ کا عذر کہ جب کہ اللہ تعالیٰ اقسام حیوانات کو بغیر والد تئاسل کے عادتاً پیدا کرتا رہتا ہے اور حضرت آدم کو بے ماں و باپ کے پیدا کیا تھا۔ تو حضرت عیسیٰ کے صرف بے باپ پیدا کرنے میں اس سے زیادہ قدرت کاملہ کا اظہار نہ تھا۔ (جلد 2 صفحہ 23)

تار عنکبوت سے بھی ضعیف ہے آپ نے یہ خیال نہ فرمایا کہ کس امر کی نشانی کہ بعد جاری کرنے اس سلسلہ کائنات کے بھی اللہ اس کے الٹ کرنے پر قادر ہے۔ پس اگر اقسام حیوانات بغیر والد تئاسل کے پیدا ہوتے ہیں تو ان کے لیے وہی سلسلہ پیدائش مقرر کر رکھا ہے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش بھی ابتدا سالہ میں تھی اس لیے وہ بھی خرق عادت نہیں ہو سکتی اس پر آپ کا یہ شبہ کہ۔

”اگر خیال کیا جائے کہ صرف ماں سے پیدا کرنا دوسرے طور پر اظہار قدرت کاملہ تھا کے لیے ایک امر بین اور ایسا ظاہر ہونا چاہیے کہ جس میں کسی کو شبہ نہ رہے۔ بن باپ کے مولود کا پیدا ہونا ایک ایسا امر مخفی ہے جس کی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اظہار قدرت کاملہ کے لیے کیا گیا ہے“ (جلد 2 صفحہ 23)

بالکل اس کے مشابہ ہے جیسا کہ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ سید صاحب کونہ تو کوئی شبہ ہے اور نہ ہی وہ اپنے مذہب کے قابل پذیرائی جانتے ہیں بلکہ انہوں نے خواہ مخواہ ایک تماشاہ دیکھنے کو یہ نیاز مذہب بنا رکھا ہے اس لیے شبہ ہو تو کسی ایسے امر میں جو کسی محاورہ

زبان سے رفع ہو سکے نہ ایسے شبہات جو رفع ہوتے ہوتے قرآن کو بھی مرفوع کر جائیں پس جیسا کہ آپ کی دیانتداری اور قومی جوش اور ہائی ایجوکیشن کے نعرے سننے والے اس امر کو جانتے ہیں کہ آپ اسلام میں کھیل کے لیے تجدید مذہب نہیں کیا بلکہ دراصل آپ کی تحقیق ہی ہے ایسا ہی مریم صدیقہ کے حالات دیکھنے والے اور اس کی عفت کو جاننے والے اس قدر جانتے تھے کہ نہ تو مریم کا خاوند ہے اور نہ وہ فاحشہ ہے پھر ایسی عقیقہ لڑی کہ جو بچہ پیدا ہوا ہو تو ضرور ہے کہ بے باپ کے ہوگا یہی وجہ ہے کہ بد اندیشوں کو بجز اس کے نہ سوچا کہ مریم علیہا السلام کو تہمت سے ملوث کیا پھر بعد دیکھے کمالات مسیح کے شبہ جاتا رہا اصل یہ ہے کہ سید صاحب چونکہ سپرنیچرل (خلاف عادت) محال سمجھتے ہیں اس لیے جہاں کہیں کوئی بات سپرنیچرل ہوا اسکی تاویل میں ہاتھ اور پاؤں مارنے شروع کر دیتے ہیں حالانکہ خود ہی فرماتے ہیں کہ۔

”یہ بات سچ ہے کہ تمام قوانین قدرت ہم کو معلوم نہیں ہیں اور جو معلوم ہیں وہ نہایت قلیل ہیں اور ان کا علم پورا نہیں بلکہ ناقص ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب کوئی عجیب واقعہ ہوا اور اس کے وقوع کا کافی ثبوت بھی موجود ہو اور اس کا وقوع معلومہ قانون قدرت کے مطابق بھی نہ ہو سکتا ہو اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ بغیر دھوکہ بغیر فریب کے فی الواقع واقعہ ہوا ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلاشبہ اس کے وقوع کے لیے کوئی قانون قدرت ہے مگر ہم کو اس کا علم نہیں [جلد 2 صفحہ 34] ثبوت کے لیے آیات قرآنی بشرط انصاف ملاحظہ ہوں زمانہ حال کے منکرین سپرنیچرل کے لیے ایک واقعہ کا بیان شاید دلچسپی سے خالی نہ ہوگا پیسہ اخبار لاہور 28 نومبر 1896ء میں بعنوان، مرغی سے مرغا، یہ

یہ خبر لکھی تھی کہ:-

موضع آساپور ضلع دربھنگہ میں ایک شخص گوہر خان کے یہاں عرصہ سے ایک مرغی تھی چند دفعہ انڈے دیئے اور بچے نکالے ایک دفعہ اس کے سر پر تاج مرغی جسے ہندی میں مور کہتے ہیں بڑھنا شروع ہوا اور معمول سے زیادہ تجاوز کر گیا تب اس نے بانگ مثل مرغوں کے دینا شروع کیا اب مرغیوں سے جفت کرنا ہے مختصر یہ کہ مرغی سے مرعابن گیا (راقم خریدار 12872)

اس خبر کی تحقیق کو کہ کہیں بازاری گپ نہ ہو راقم خبر کا پتہ دفتر اخبار مذکور سے معلوم کر کے میں نے خط لکھا کہ معتبر آدمیوں کی تحریر جنہوں نے اس واقعہ کو چشم خود دیکھا ہو مح دستخط خاص میرے پاس بھجوادیں جس کے جواب میں صاحب مضمون کا خط پہنچا جو ذیل میں درج ہے۔

مولوی صاحب سرچشمہ فیض و کرم مدافضالہ وعلیم السلام آپ نے اس خبر کی جو میں نے 28 نومبر 1896ء کے پیسہ اخبار میں دی ہے تصدیق طلب فرمائی ہے میں اس جگہ کلکتہ میں ہوں اور اس امر کے جائے وقوع یعنی اپنے مکان شہر دربھنگہ سے تین سو میل کے بعد پر ہوں ایسی حالت میں مجھ سے فوراً انجام ہونا آپ کے حکم کا محال ہے لیکن اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ کچھ دنوں بعد ضرور اس خبر کی تصدیق آپ کی خواہش کے مطابق آپ کے پاس بھجواؤں گا ”خادم محمد جلیل نمبر 7 کلوڈ 11 اسٹریٹ کلکتہ 6“ اس کے بعد راقم خبر کی کوشش سے واقعہ دیکھنے والوں کا دستخطی خط پہنچا۔

مخدوم کرم جناب مولانا صاحب مدظلہ العالی

السلام علیکم و علی من لدیکم۔ الحمد للہ مزاج مبارک میں بمقام جالہ در بھنگہ مدرس مدرسہ تاج المدارس ہوں اتفاقاً بمابہ ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ مدرسہ سے رخصت لے کر بمقام آسا پو ضلع در بھنگہ پہنچا قبل پہنچنے کے اثنائے راہ میں سنا کہ بھائی گوہر خان کی ایک مرغی مرغ ہو گئی ہے کچھ خیال نہ کیا افواہ کو لفتو سمجھا۔ جب بھائی موصوف کے مکان پر پہنچا قدرت صالح مطلق نمودار اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک پرند ہے ہیئت بجنسہ مرغی کی مؤز اور طوق جس کی ہندی مور سے ایک گرہ دیکھا اور بانگ دینا جو خاصہ مرغ کا ہے اس سے بارہا سنا اور جفتی کرتے ہوئے دیکھا۔ جناب! یہ وہ مرغی ہے جس نے تین بار بیضے دیئے اور اس کے بچے ہوئے اگرچہ یقین کامل اس کے دیکھتے ہی ہو جاتا ہے کہ یہ مرغی ہے اور مرغ بھی ہے تاہم بیسیوں تاویل اور توجیہ احقر نے کیا لیکن اس کی دلیل ایسے قوی ہیں کہ لامحالہ کہنا پڑتا ہے کہ امر واقعی ہے اور توجیہات اور تاویلات سے مقصود تھا کہ کہیں دھوکہ نہ ہو گیا ہو مثلاً اسی صورت کا مرغ رہا ہو خلاصہ یہ کہ سرمواس میں کلام نہیں حسب الطلب مالک مرغی و چند اشخاص نمازی عادل کے دستخط بقلم ان کے پشت پر ثبت ہیں روانہ خدمت عالی کرتا ہوں۔ والسلام

فقیر محمد اسحاق مدرس مدرسہ تاج المدارس تاریخ 22 رجب 1314ھ

مرغی مرغا ہو گیا العبد محمد رمضان خان بقلم گلزار خان۔ العبد ظہور خان۔ گوہر خان (مالک مرغی) امید علی خان پسر گوہر خان۔ کئی ایک دستخط گجراتی یا کسی دوسری اجنبی زبان میں ہیں جو یہاں کسی سے پڑھے نہ گئے۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

فروری ۱۹۳۲ء میں ایک واقعہ ظہور پذیر ہوا جس نے پنجاب کے اخباروں میں بڑی شہرت حاصل کی تھی یہاں ہم اخبار حمایت اسلام لاہور کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ ایک محیر العقول واقعہ۔ ”ایک محیر العقول واقعہ“

ایک سترہ سالہ طالب علم لڑکی بن گیا۔ لاہور ۲۶ فروری، میو ہسپتال میں ایک حیرت انگیز مریض زیر علاج ہے۔ ایک نوجوان طالب علم مرد کے اوصاف کھو کر عورت بن رہا ہے۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ خالصہ کالج امرتسر کا ایک طالب علم جس کی عمر اس وقت ۱۷ سال کے قریب ہے مردانہ نشانات کھو کر عورتوں کے نشانات پارہا ہے کچھ عرصہ ہوا اس کے جسم میں درد شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اس کے فوطے گھٹنے شروع ہوئے حتیٰ کہ گولیا معدوم ہو گئیں تھوڑے عرصہ کے بعد عضو مخصوص گھٹنا شروع ہوا اور گھٹتے گھٹتے اس کا بھی نشان باقی نہ رہا پھر چھاتی میں درد شروع ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد اس لڑکے کی چھاتی اس طرح ابھرائی جیسی عورتوں کی ہوتی ہے اس کے علاوہ اس کی نقل و حرکت بھی عورتوں جیسی ہوتی گئیں اب اسے اس غرض کے لیے ہسپتال لایا گیا اور کمرل ہارپرنیس انچارج میو ہسپتال کے سائے پیش کیا گیا انہوں نے بھی اس حیرت انگیز مریض کا معائنہ کیا والدین کو فکر دامنگیر ہوئی کہ کہیں ان کا نور نظر لڑکی نہ بن جائے کیونکہ جہاں اس کے تمام اعضاء عورتوں جیسے ہو رہے تھے وہاں اس کی داڑھی کے بال بھی نہیں آگے کمرل ہارپرنیس نے مریض کا معائنہ کیا اور دوا وغیرہ دی لڑکا دوالے کر چلا گیا کمرل صاحب کے خیال میں اس مرض کا نام (Fotib-Spnilowss) ہے جس سے مرد عورت بن جاتا ہے اس مرض کی ابتداء پہلے یورپ سے ہوئی اور یہاں سے

امریکہ پہنچی شمالی ہند میں پہلا موقع ہے اور میوہسپتال میں اس سے پیشتر ایسا مریض کوئی نہیں آیا۔ حمایت السلام لاہور 3 مارچ 1932ء صفحہ 5۔

قدرت کاملہ اس قسم کے واقعات کبھی کبھار دکھاتی رہتی ہے تاکہ لوگ اللہ کی قدرت کاملہ پر ایمان لائیں۔ بلاآخر ہم سید صاحب ہی کی تحریرات سے اپنی رائے کی تائید نقل کر کے حاشیہ کو ختم کرتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں ہو سکتا ہے کہ پہلی ہی صدی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے باب میں اختلاف شروع ہوا اور یہ اختلاف ہونا ضروری تھا۔ پیدائش اور بناوٹ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی تھی وہ خود اس اختلاف کا ہونا چاہتے تھے۔ جو شخص ان کی ظاہری صورت کو دیکھتا تھا وہ یقیناً جانتا وہ انسان وہ ابن مریم ہیں اور جب یہ خیال کرتا کہ وہ کسی ظاہری سبب سے پیدا نہیں ہوئے تو وہ یقین کرتا تھا کہ وہ روح ہیں اور یہ ظاہری انسانی صورت صرف اس سبب سے حاصل ہوئی ہے کہ جبرائیل فرشتہ اللہ کا انسان کی صورت میں اللہ کا پیغام مریم کے پاس لے کر آیا۔ اگر وہ کسی اور صورت میں لے کر آتا تو بلاشبہ حضرت عیسیٰ اسی صورت میں پیدا ہوتے۔ اور جب کوئی شخص ان کے اس مقتدرانہ معجزہ کو دیکھتا تھا کہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں جو اللہ کا کام ہے تو ان کو اللہ اور اللہ کا حقیقی بیٹا کہتا تھا۔ پس جس شخص نے انکی ظاہری صورت پر نظر کی اس نے ان کو نورا انسان جانا اور جس نے انسانی صورت بننے کی وجہ پر خیال کیا اس نے ان کو صرف روح جانا اور جس نے ان کے معجزہ پر نظر کی اس نے اللہ اور ابن اللہ جانا اور جس نے سب پر نظر کی اس نے رسول اور کلمتہ اللہ اور روح اللہ مانا اور ان سب چیزوں کو اللہ واحد سے جانا اور پھر سب کو ایک مانا، [تصانیف احمدیہ جلد دوم صفحہ 4]

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

اس درس میں جو یہ لکھا ہے کہ (اس سے پہلے کہ وہ ہمبستر ہو) اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بعد اس کے حضرت مریم یوسف سے ہمبستر ہوئی ہوں کیونکہ منگنی کے بعد حضرت مریم کا بیاہ ہونا پایا نہیں جاتا بلکہ تہجد لیس اور اس بزرگی کے جو اللہ تعالیٰ نے اس اعجازی حمل سے حضرت مریم کو مرحمت فرمائی تھی یوسف نے حضرت مریم کا ادب کیا اور بیاہ سے باز رہا چنانچہ بعض علماء مسیحی نے اس درس میں سے اس فقرہ کو کہ [قبل اس کے ہمبستر ہوں] بعض نسخوں میں سے قصداً نکال ڈالا تھا کہ حضرت مریم کی ہمیشہ کی دوشیزگی پر کچھ شبہ نہ رہے۔ (تصانیف احمدیہ جلد دوم صفحہ 380)

”جب یہ واقعہ یوسف کو معلوم ہوا تو نہایت متعجب ہوا کیونکہ حضرت مریم کا حمل ایسے عجوبہ طریقہ سے ہوا تھا کہ انسان کی سمجھ سے باہر تھا مگر یوسف نے اپنی نیکی اور بردباری اور سرتاپا خوبی سے اس کا مشہور کرنا نہ چاہا کیونکہ اگر یہ بات اس طرح پر ہوتی جس طرح کہ یوسف کے دل میں وہم ہوا تھا تو یہودی شریعت کے بموجب حضرت مریم کو سنگسار کرنے کی سزا دی جاتی اس لیے یوسف نے چاہا کہ چپ چپاتے اس منگنی کو چھوڑ دے مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی سحرائی اور برگزیدگی ظاہر کرنے اور یوسف کے دل کا شک مٹانے کو اپنا فرشتہ خواب میں یوسف [کے] پاس بھیجا اور فرشتے نے کہا کہ تو مریم کو مت چھوڑ اور کچھ اندیشہ مت کر کیونکہ وہ روح قدس سے حاملہ ہے اس الہام سے یوسف کے دل کا شک مٹ گیا اور حضرت مریم کے تقدس کا اس کو یقین ہوا اور اس نے اس کو اپنے پاس رہنے دیا۔ (تصانیف احمدیہ جلد 2 صفحہ 39)۔

اس درس (انجیل متی باب 1 درس 22 کی طرف اشارہ ہے جس میں حضرت مسیح کو کنواری

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

سے پیدا ہوا لکھا ہے۔ [منہ]۔ میں وہ عبری لفظ جس کے معنی کنواری کے لیے ہیں [علمہ] ہے مگر یہودی اسپرنگرار کرتے ہیں اور وہ جوان عورت کے معنی بتاتے ہیں اور ترجمہ ای کوئلہ میں بھی ہے جو 29ء میں ہوا اور ترجمہ تھیوڈوشن میں بھی جو ۵۷ء میں ہوا ترجمہ سٹیکن میں جو ۲۰۰ء میں ہوا اس کا ترجمہ جوان عورت کیا ہے اور بائبل میں بھی بعض لوگوں نے صرف ایک جگہ جوان عورت کے معنی کہے ہیں مگر یہ تکرار یہودیوں کی درست نہیں ہے اصلی معنی اس لفظ کے [پوشیدہ] کے ہیں اور جو کہ یہودی اپنی لڑکیوں کو لوگوں سے چھپاتے تھے اس لیے یہ لفظ کنواری لڑکی کے معنی میں بولا جاتا تھا چنانچہ کتب عہد عتیق میں کئی جگہ یہ لفظ آیا ہے اور اس کے معنی کنواری کے ہیں لیکن اگر کہیں ایسا قرینہ ہو کر اس کے سبب جوان عورت سمجھی جائے تو اصلی استعمال سے پھیر کر بطور مجاز جوان عورت کے معنی لیتے ہیں مگر اس درس میں کوئی ایسا قرینہ نہیں بلکہ خلاف اس کے قرینہ ہے کیونکہ اشعیاہ نبی نے معجزہ بتایا ہے۔ اور معجزہ جب ہی ہوتا ہے جب کنواری بیٹا جنے اس لیے اس جگہ بلاشبہ کنواری کے معنی ہیں۔ نہ [مید] یعنی جوان عورت کے اور کچھ شبہ نہیں کہ ان پہلے تینوں مترجموں نے اس کے ترجمہ میں غلطی کی چنانچہ سٹیوا بیجٹ میں جس کو بہتر علماء یہود نے مل کر ترجمہ کیا اس لفظ کا اس مقام پر کنواری ترجمہ کیا ہے (تصانیف احمدیہ جلد 2 صفحہ 40)

”غرض کہ ایک ایسا زمانہ آ گیا تھا کہ روحانی تقدس کسی میں نہیں تھا اس لیے ضرور تھا کہ کوئی ایسا شخص پیدا ہوتا جو روحانی تقدس اور روحانی روشنی لوگوں کو سکھائے پھر وہ کوئی ہو سکتا تھا مگر وہ جو صرف روح سے پیدا ہوا ہونہ کسی ظاہری سبب سے چنانچہ اس روحانی

کیا عیسیٰ علیہ السلام کے والد تھے؟

روشنی کے چمکانے کو حضرت مسیح علیہ السلام صرف روح اللہ سے پیدا ہوئے۔ تصانیف
احمدیہ جلد دوم صفحہ ۲۔

پس اب ہم سید صاحب کے بیانات کے بعد اہل مذاق کے انصاف پر بھروسہ کر کے
حاشیہ کو ختم کرتے ہیں۔

والله يقول الحق و هو يهدى السبيل منه

ماخوذ ”تفسیر ثنائی“

مفسر ”شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ“

صفحہ 743 تا 748

مطبوعہ ثنائی اکادمی، لاہور، پاکستان۔

TRUEMASLAK @ INBOX.COM

ہماری چند مطبوعات

محبت العلم والعلماء سید ابوالقاسم محبت شاہ راشدی السندی رحمۃ اللہ علیہ۔

کی زیر طبع کتب۔

- ۱۔ طائف منصورہ کون اہل حدیث یا جماعت المسلمین؟
- ۲۔ نماز میں سر ڈھاپنے کا مسئلہ۔
- ۳۔ انسانی اعضاء کی پیوند کاری کی شرعی حیثیت۔
- ۴۔ رکعات تراویح۔
- ۵۔ تفسیر سورۃ مریم۔
- ۶۔ مقالات راشدیہ۔
- ۷۔ فتاویٰ راشدیہ۔
- ۸۔ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں (دوسرا ایڈیشن)۔
- ۹۔ رکوع کے بعد قیام میں ہاتھوں کا چھوڑنا ہی مسنون ہے (دوسرا ایڈیشن)۔
- ۱۰۔ عالمین وضع الیدین کے شکوک و شبہات کا ازالہ۔
- ۱۱۔ تحقیق الجلیل۔
- ۱۲۔ سیرت راشدیہ (المعروف) خود نوشت سوانح حیات۔
- ۱۳۔ جماعت ثانیہ کی تحقیق "مصنف" اہل تراب رشد اللہ شاہ راشدی صاحب اعلم الراعی جہ آف جہنماء۔

سلف صالحین کی آئینوں کا نقیب

ادبہ تحقیق سلف صالحین کی آئینوں کا نقیب

P.O. BOX # 6524

POST CODE 74000 Karachi Pakistan